حصہ ۹ نہم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶
: ۴۹۱۷۸۲۳
فیکس: ۴۹۱۷۸۲۳

حصّہ دوم امامِ دہم

حضرت ابوالحسن ثالث امام علی النقی ابنِ امام محمد تقی علیہما السّلام

باب اوّل

القاب، کنیت، ولادت وشہادت

باب دوم

امامت کیلئے اقوال ونصوصِ امامؑ

باب سوم

اخبار ومعجزات

باب چہارم

خلفائے وقت

باب پنجم

اولادِ امامؑ اور حالاتِ جعفر کذّاب

باب ششم

احوالِ اصحابِ امام علیہ السّلام

حصہ سوم امام یازدہم

حضرت ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام

باب اول

سکونت، ولادت، القاب اور نقش خاتم

باب دوم

نصوص در امامت

باب سوم

مکارم الاخلاق و دیگر امور

باب چہارم

معجزات و کرامات

باب پنجم

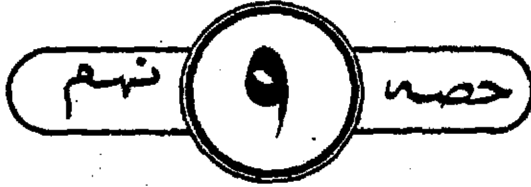
اخبار النجوم بحار العلوم

باب ششم

تفاسیر آیات قرآنی و اقوال زریں

باب ہفتم

آپؑ کی وفات اور حکومت کا ردِ عمل



بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

مصنف ـــــ ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجم ـــــ سید حسن امداد صاحب (ممتاز الافاضل)

طابع ـــــ سندھ آفسٹ پریس۔ کراچی

کتابت ـــــ جعفر زیدی

ناشر ـــــ محفوظ بک ایجنسی۔ مارٹن روڈ کراچی

باسمہ سبحانہ

عرضِ مترجم

"بحار الانوار" طبع جدید طہران جلد نمبر ۵۰ مشتمل بر حالات

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام، حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ہے

اس میں بحار الانوار کی مضمون وار روایات کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ اگر کوئی اصل کو سامنے رکھ کر دیکھنا چاہے تو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ پھر ہر روایت پر ضمنی سرخیاں بھی قائم کردی گئی ہیں تاکہ ناظرین کے لیے نفسِ مضمون کی تلاش آسان ہوجائے۔

ترجمہ کیسا ہے، اس کا فیصلہ خود ناظرین کریں گے، اپنی طرف سے صرف یہ عرض ہے کہ ایک زبان کا ترجمہ دوسری زبان میں بالکل ایسا ہی ہے جیسے ایک شیشی کا عطر دوسری شیشی میں انڈیلنے کی کتنی ہی کوشش کی جائے پھر بھی پہلی شیشی میں کچھ نہ کچھ لگا ہوا رہ جاتا ہے اور انڈیلنے والا معذور ہے

والسلام

"مترجم"

سید حسن امداد (ممتاز الافاضل)

بحار الانوار جلد نہم

حصہ اوّل درحالات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

(۱) ولادت و وفات

اصول کافی میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت باسعادت ماہ رمضان سنہ ۱۹۵ھ میں ہوئی اور وفات آخر ماہ ذی القعدہ سنہ ۲۲۰ھ میں اس وقت آپ کی عمر پچیس سال دو ماہ اور اٹھارہ دن تھی۔ بغداد میں مقابر قریش کے اندر اپنے جد نامدار حضرت موسیٰ بن جعفر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ جس سال آپ کی وفات ہوئی اسی سال کے اوائل میں معتصم نے آپ کو اسیر کرا کے بغداد بلا لیا تھا۔

آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کا نام سبیکہ نوبیہ تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام خیزران تھا۔ روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کی والدہ بھی ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں۔

روضۃ الواعظین میں ہے کہ آپ ۱۰ رمضان بروز جمعہ مدینہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے نیمہ ماہ رمضان سنہ ۱۹۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ماہ ذی القعدہ کی آخری تاریخوں میں بغداد کے اندر زہر سے شہید ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات ۶ ذی الحجہ بروز شنبہ سنہ ۲۲۰ھ میں واقع ہوئی۔

کتاب العدد میں ہے کہ حضرت امام تقی علیہ السلام مدینہ میں ماہ رمضان سنہ ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۲۰ھ آخر ذی القعدہ میں وفات پائی۔

تاریخ بغدادی میں ہے کہ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۵ رمضان میں ہوئی۔

کتاب الارشاد میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت ماہ رمضان سنہ ۱۹۵ھ میں ہوئی اور بغداد کے اندر ماہ ذی القعدہ سنہ ۲۲۰ھ میں انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ کی مدت خلافت و امامت سترہ سال رہی آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی سبیکہ تھا یہ نوبیہ تھیں۔ آپ کا انتقال بغداد میں ہوا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ معتصم نے آپ کو مدینہ سے گرفتار کر کے بغداد بلا لیا تھا آپ بغداد میں ماہ محرم کی اٹھائیسویں تاریخ کو پہنچے تھے اور اسی سال ماہ ذی القعدہ میں آپ نے زہر سے شہادت پائی۔ اور مقابر قریش کے اندر اپنے جد بزرگوار کی قبر کی پشت کی جانب دفن ہوئے۔ وقت وفات آپ کی عمر پچیس سال چند ماہ تھی آپ کا لقب منتخب اور مرتضیٰ تھا آپ نے اپنے بعد دو فرزند اور دو دختر چھوڑی۔ فرزندوں میں سے ایک امام علی النقی علیہ السلام جو آپ

کے بعد امام ہوئے اور دوسرے موسیٰ۔ دختران میں سے ایک کا نام فاطمہ اور دوسری کا نام امامہ تھا ان کے علاوہ آپ کے کوئی اور اولاد نہ تھی۔

مناقب ابن شہر آشوب میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت مدینہ میں شب جمعہ ۱۹ رمضان المبارک کو ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نیمہ ماہ رمضان میں ہوئی۔ ابن عیاش کا قول ہے کہ آپ کی ولادت ۱۰ رجب ۱۹۵ھ میں ہوئی اور بعض میں آخر ذی القعدہ کی تاریخوں میں زہر سے شہید ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ یوم شنبہ ۶ سنہ ۲۲۰ھ میں شہید ہوئے اور مقابر قریش میں حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تین ماہ بائیس دن تھی۔

آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کو دُرّہ کے نام سے پکارا جاتا تھا یہ مریسیہ تھیں پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے اُن کا نام خیزران رکھا۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے خاندان سے تھیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام سبیکہ تھا اور نوبیہ قبیلہ سے تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا اسم گرامی ریحانہ اور کنیت ام الحسن تھی

حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کا عہد امامت و ولایت سترہ سال تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ سات سال چار ماہ اور دو دن رہے۔ پھر ان کے بعد بیس دن کم اٹھارہ سال رہے۔ اس طرح آپ کے عہد امامت میں مامون کا بقیہ عہد حکومت پھر خلیفہ معتصم اور واثق کی حکومت کا زمانہ اور واثق ہی کے زمانہ حکومت میں آپ شہید کر دیئے گئے۔

ابن بابویہ کہتے ہیں کہ معتصم نے حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا۔ آپ کے فرزندوں میں ایک حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور دوسرے موسیٰ تھے۔ دختران میں حکیمہ، خدیجہ اور ام کلثوم تھیں۔

ابو عبداللہ حارثی کا بیان ہے کہ دختران میں آپ نے فقط فاطمہ اور امامہ کو چھوڑا۔ مامون نے اپنی دختر سے آپ کا عقد کر دیا تھا۔ مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور آپ کے بغداد تشریف لانے کا سبب یہ ہوا کہ معتصم نے آپ کو مدینہ سے شہر بدر کر دیا تھا اس لئے آپ ۲۸ محرم سنہ ۲۲۰ھ کو بغداد پہنچے اور وہیں قیام فرمایا اور پھر اسی سال آپ نے وفات پائی۔

دلائل حمیری میں محمد بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے۔ کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا سن وفات کے وقت پچیس سال تین ماہ بارہ دن

کا تھا۔ آپ کی وفات بروز سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ سنہ ۲۲۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے والد کے بعد آپ کے بعد پچیس دن کم سترہ سال زندہ رہے۔

کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۷

سعد اور حمیری دونوں نے محمد بن سنان سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(۲) سنہ ولادت و وفات کی تحقیق

کشف الغمہ میں محمد بن طلحہ نے تحریر کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت شب جمعہ ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۰ رجب سنہ مذکور میں ہوئی (لیکن جہاں تک آپ کے حسب نسب کا تعلق ہے) تو آپ کے پدر بزرگوار حضرت ابوالحسن علی الرضا علیہ السلام تھے۔ اور آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں۔ جن کا اسم گرامی سکینہ مریسیہ تھا اور خیزران بھی کہا جاتا ہے۔

آپ کی وفات ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ میں معتصم باللہ کے دور خلافت میں ہوئی اس حساب سے آپ کی عمر کل پچیس سال ہوتی ہے آپ کی قبر بغداد کے اندر مقابر قریش میں ہے۔

کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۶

حافظ عبدالعزیز کا قول ہے کہ آپ کی والدہ کا نام ریحانہ تھا اور بعض لوگ خیزران بھی کہتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۹۵ھ میں ہوئی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت مدینہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں ہوئی اور وفات بغداد کے اندر ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخوں میں ۲۲۰ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی۔ آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی خیزران تھا اور یہ حضرت ماریہ قبطیہ کی نسل سے تھیں۔ آپ کی قبر بغداد کے اندر مقابر قریش میں آپ کے جد حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی قبر کی پشت پر ہے۔

محمد بن سعید کا قول ہے کہ ۲۲۰ھ میں حضرت امام محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد علیہ السلام نے بغداد میں وفات پائی آپ بغداد تشریف لائے تھے اور یہیں یوم سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ کو وفات پائی۔

آپ کا سنہ ولادت چونکہ ۱۹۵ھ ہے اس طرح آپ نے پچیس سال کی عمر پائی اور واثق دور خلافت میں شہید ہوئے آپ کی قبر آپ کے جد امجد کی قبر کے پاس ہے ہارون بن اسحاق بھی اپنی سواری پر بغداد پہنچا اور جنازے میں شریک ہوا واثق نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی پھر وہاں سے آپ کی میت مقابر قریش میں لا کر دفن کی گئی۔ آپ کا لقب جواد ہے۔

احمد بن علی بن ثابت کا بیان ہے کہ محمد بن علی بن موسیٰ ابو جعفر بن رضا مدینہ سے بغداد ابو اسحاق معتصم کے پاس بھیجے گئے آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ ام الفضل بنت مامون بھی تھی۔ اور یہیں بغداد میں آپ نے وفات پائی اور مقابر قریش میں اپنے جد موسیٰ بن جعفر کے پاس دفن ہوئے اور آپ کی زوجہ ام الفضل آپ کی وفات کے بعد قصر معتصم میں داخل ہو گئی اور اُس کے حرم کے ساتھ رہنے لگی۔

ابن خشاب کا بیان ہے کہ محمد بن سنان کی روایت ہے کہ حضرت محمد تقی امام ابو جعفر ثانی یعنی محمد بن علی تقی جواد کی وفات کے وقت آپ کی عمر پچیس سال تین ماہ بارہ دن تھی۔ آپ نے سنہ ۲۲۰ھ میں وفات پائی اور آپ کا سنہ ولادت سنہ ۱۹۵ھ ہے۔ آپ اپنے والد کے عہد امامت میں سات سال تین ماہ رہے اور روز سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ سنہ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ ایک دوسری روایت ہے کہ آپ اپنے والد کے عہد امامت میں نو سال چند ماہ رہے۔ آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۹ رمضان سنہ ۱۹۵ھ میں ہوئی اور روز سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ سنہ ۲۲۰ھ میں وفات پائی آپ کی والدہ ام ولد تھیں جن کا اسم گرامی سکینہ مریسیہ تھا ان کو خیزران بھی کہتے تھے والدہ

مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ محمد بن علی بن موسیٰ علیہم السلام کی وفات ۵ ذی الحجہ کو ہوئی۔ واثق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ وقت وفات آپ کی عمر پچیس سال کی تھی۔ جس وقت آپ کا سنہ سات سال آٹھ ماہ کا تھا۔ آپ کے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔

کتاب اعلام الوریٰ میں مرقوم ہے کہ حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی ولادت ۱۷ ماہ رمضان سنہ ۱۹۵ھ کو ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۵ رمضان شب جمعہ میں ہوئی اور ابن عیاش کی روایت میں ہے کہ روز جمعہ ۱۰ رجب کو پیدا ہوئے اور بغداد کے اندر ذی القعدہ کی آخری تاریخوں میں سنہ ۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی۔ آپ نے اپنے پدر بزرگوار کے عہد امامت میں سات سال گذارے۔ اس کے بعد خود آپ کے عہد امامت مامون کا بقیہ زمانہ خلافت اور معتصم کا ابتدائی دور خلافت رہا۔ آپ کی والدہ گرامی ام ولد تھیں اسم گرامی سبیکہ تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسم گرامی پہلے دُرّہ تھا پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کا نام خیزران رکھا آپ کا تعلق قبیلہ نوبیہ سے تھا۔ آپ کا لقب تقی، منتخب، جواد اور مرتضیٰ ہے۔ آپ کو ابو جعفر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ اور سنہ ۲۲۰ھ کی ابتدا میں معتصم نے آپ کو مدینہ سے بغداد بلایا آپ نے وہاں قیام فرمایا اور وہیں اسی سال ذی القعدہ کی آخری تاریخوں میں وفات پائی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ زہر سے شہید ہوئے آپ نے

اپنی اولاد میں دو فرزند حضرت امام علی النقی علیہ السلام اور موسیٰ تھے ان کے علاوہ تین دختران یعنی حکیمہ، خدیجہ اور ام کلثوم چھوڑیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے دختران میں فاطمہ و امامہ دو لڑکیاں چھوڑیں ان کے سوا آپ کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔

③ نقش خاتم

فصول المہمہ میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا رنگ معتدل گورا تھا آپ کا نقش خاتم "نعم القادر اللہ" تھا۔

④ لقب تقی کی وجہ تسمیہ

امام محمد بن علی یعنی تقی جواد کا لقب تقی اس لئے ہو گیا کہ آپ اللہ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ علاوہ بریں ایک مرتبہ مامون رات کے وقت نشہ میں چور آپ کے پاس آیا اور اپنی تلوار سے آپ پر وار کیا اور سمجھ لیا کہ میں نے انکو قتل کر دیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مامون کے شر سے بچا لیا۔

⑤ القاب

مناقب میں مذکور ہے کہ آپ کا اصلی نام محمد تھا کنیت ابو جعفر اور کنیت خاص ابو علی تھی۔ آپ کے القاب مختار، مرتضیٰ، متوکل، متقی، زکی، تقی، منتخب، قانع جواد اور عالم ہے۔

(مناقب)

⑥ کنیت

محمد بن طلحہ نے کشف الغمہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی کنیت ابو جعفر ہے اور آپ کے دو لقب ہیں قانع اور مرتضیٰ حافظ عبد العزیز کا بیان ہے کہ آپ کا لقب جواد بھی ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

⑦ وقت ولادت کلمہ شہادتین

حکیمہ بنت حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب خیزران یعنی حضرت امام ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام کی والدہ کے وہاں ولادت قریب ہوئی تو امام رضا علیہ السلام

نے مجھے بلایا اور فرمایا اے حکیمہ تم بچے کی ولادت کے وقت موجود رہو اور خیزران اور قابلہ کو لے کر اس حجرہ میں چلی جاؤ۔ آپ نے وہاں ایک چراغ روشن کر دیا اور ہم لوگوں کو اس حجرے میں داخل کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ جب خیزران کو دردِ زہ عارض ہوا تو چراغ گل ہو گیا خیزران کے آگے ایک طشت رکھا ہوا تھا۔ مجھے چراغ کے بجھنے کی بڑی فکر ہوئی ابھی ہم لوگ اس فکر میں تھے کہ حضرت ابو جعفر امام تقی علیہ السلام اس طشت میں تولد ہو گئے آپ کے اوپر کپڑے کی طرح ایک چیز لپٹی ہوئی تھی اور اس سے ایسا نور ساطع ہو رہا تھا کہ سارا حجرہ روشن ہو گیا۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو انہیں اٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور ان کے اوپر چڑھا ہوا پردہ ہٹایا۔ اتنے میں حضرت امام رضا علیہ السلام تشریف لائے آپ نے دروازہ کھول دیا ادھر ہم لوگ امور ولادت سے فارغ ہو چکے تھے آپ نے بچے کو اپنی آغوش میں لے لیا اور اسے گہوارے میں لٹا کر مجھ سے فرمایا اے حکیمہ تم اس گہوارے کے پاس ہی رہنا۔

حکیمہ کا بیان ہے کہ ولادت کے تیسرے دن حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر داہنے جانب پھر بائیں جانب پھر بولے اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ یہ سن کر میں بہت ڈری اور وہاں سے اٹھ کر ابو الحسن علیہ السلام کے پاس آئی اور عرض کیا اس بچے سے تو آج عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے! آپ نے فرمایا دیکھا؟ میں نے سارا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے حکیمہ لوگ اس بچے کے اس سے بھی زیادہ عجائبات دیکھیں گے۔

مناقب ص ۳۹۴

ابن ہمدانی فقیہ نے تاریخ ابی شجاع وزیر کے تتمہ میں تحریر کیا ہے کہ جب ان لوگوں نے مقابر قریش کو کھودنا شروع کیا اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی تقی جواد علیہ السلام کی قبر کھودنے کی باری آئی تاکہ ان کی لاش قبر سے نکال کر مقابر احمد میں منتقل کر دیا جائے۔ تو کچھ ایسے معجزات ظاہر ہوئے کہ قبر کھودنے کی ہمت نہ ہو سکی

مناقب ص ۳۹۷

کتاب اقبال الاعمال میں ماہ رمضان کے ہر روز دعا میں یہ ہے کہ پروردگار تو اپنی رحمت نازل فرما محمد بن علی امام المسلمین پر اور دوہرا عذاب نازل کر اس شخص پر جو آپ کے قتل اور خون بہانے میں شریک ہوا یعنی معتصم۔

ابن عیاش کا بیان ... کہ شیخ ... [illegible] ... کے ذریعہ

ایک توقیع برآمد ہوئی جس میں یہ تحریر تھا کہ پروردگار میں تجھ سے ماہ رجب کے دو مولود محمد بن علی ثانی اور ان کے فرزند علی بن محمد المنتخب کے واسطہ سے دعا کرتا ہوں۔

⑧ ═══ اخبار العلوم

ہارون بن فضل سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جس روز حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے وفات پائی میں نے حضرت امام علی النقی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے وفات پائی دریافت کیا گیا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے پاس اسوقت اللہ کی طرف سے ایک نیا فرشتہ آیا تھا اور اس سے پہلے وہ کبھی نہیں آیا تھا۔

اصول کافی جلد ۱ ص ۳۸۱

محمد بن عیسیٰ نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے ایک دودھ شریک بھائی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام بغداد میں تھے۔ حضرت امام ابو الحسن علی التقی علیہ السلام اپنے مودب ابو زکریا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور لوح پر کچھ لکھا ہوا پڑھ رہے تھے کہ یک بیک رونے لگے۔ ابو زکریا نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے کوئی جواب نہیں دیا اور کہا میں گھر کے اندر جانا چاہتا ہوں ابو زکریا نے کہا بسم اللہ۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور گھر کے اندر سے رونے اور چیخنے کی آواز بلند ہوئی۔

پھر جب آپ باہر تشریف لائے تو ہم لوگوں نے گریہ وزاری کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا ابھی ابھی میرے پدر بزرگوار نے وفات پائی۔ ہم نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا وہ تو بغداد ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نیا فرشتہ میرے پاس آیا اس سے پہلے میں نے کبھی اس کو دیکھا نہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ میرے پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ ہم نے وہ وقت وہ دن اور وہ مہینہ یاد رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ واقعا حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اسی وقت اسی دن اور اسی مہینہ میں رحلت فرمائی تھی۔

ابو مسافر نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شب میں آپ کا انتقال ہونے والا تھا آپ نے فرمایا میں آج شب رحلت کر جاؤں گا اس کے بعد فرمایا ہم گروہ اہلبیت میں سے کسی کے لئے جب اللہ کی مرضی نہیں ہوتی کہ اب وہ دنیا میں رہے تو اسے وہ اپنی طرف منتقل کر لیتا ہے۔

حسن بن علی وشاء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے والد کی پھوپھی کی آغوش میں بیٹھ گئے مگر بہت محزون و مغموم تھے۔ انہوں نے پوچھا بات کیا ہے؟ فرمایا ابھی ابھی میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اُن معظمہ نے کہا نہیں ایسا نہ کہو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی ہے جیسا میں نے کہا ہے۔ یہ سن کر وہ وقت اور تاریخ لکھ لی گئی اور بعد میں جب آپ کے انتقال کی خبر آئی تو آپ کے بتائے ہوئے وقت کے بالکل مطابق تھی۔ (عیون المعجزات)

⑨ وجہ انتقال

عیون المعجزات میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام اپنی زوجہ ام الفضل بنت مامون کے ساتھ حج کے ارادے سے چلے تو آپ کے فرزند امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام بھی ساتھ تھے وہ ابھی بہت کمسن تھے۔ پھر آپ نے ان کو مدینہ ہی میں چھوڑا بزرگوں کے تبرکات اسلحے وغیرہ ان کے حوالے کئے۔ اور اپنے موثق اصحاب کے سامنے ان کی نیابت و امامت پر نص فرمائی اور پھر اپنی زوجہ اُم الفضل بنت مامون کو ساتھ لئے ہوئے عراق واپس آئے۔ ادھر مامون روم کی طرف گیا ہوا تھا وہاں مقام بدیرون میں ماہ رجب ۲۱۸ھ میں انتقال کر گیا۔ یہ حضرت ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی امامت کا سترہواں سال تھا۔ اور معتصم ابو اسحاق محمد بن ہارون کی شعبان ۲۱۸ھ میں بیعت کی گئی۔

پھر معتصم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے قتل کے لئے مختلف تدبیریں کرنے لگا چنانچہ اُس نے آپ کی زوجہ ام الفضل بنت مامون کو اپنے اعتماد میں لے لیا اور کہا کہ انہیں زہر دے دو اسکی وجہ یہ تھی کہ معتصم جانتا تھا کہ ام الفضل امام محمد تقی علیہ السلام سے خوش نہیں ہے۔ کیونکہ آپ امام علی النقی علیہ السلام کی والدہ کو اس پر فضیلت دیتے تھے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ ام الفضل کے کوئی اولاد نہ تھی اور یہ بھی اس کے حسد کا سبب تھا۔ بہرحال اُس نے معتصم کی بات مان لی اور رازقی انگوروں میں زہر پیوست کر کے آپ کے سامنے رکھا جب آپ نے انگور کھا لئے تو اب ام الفضل کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور رونے لگی۔ آپ نے فرمایا کیوں روتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے ایسے عذاب اور ایسی بلا میں مبتلا کرے گا کہ جس سے تجھے نجات نہ ملے گی۔ آپ کی بددعا سے اس کی شرمگاہ کے مقام پر ناسور ہو گیا۔ اس کے علاج میں اسنے اپنی ساری دولت صرف کر دی یہاں تک کہ دوسروں سے مدد چاہنے لگی۔ مگر اسی

مرض میں اس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام روز سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو رحلت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال چند ماہ تھی۔ اس لئے کہ آپ کی ولادت ۱۹۵ھ میں ہے۔

روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو آپ کی زوجہ ام الفضل بنت مامون نے زہر دے دیا تو آپ نے اُسے بددعا دی کہ تو ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ جس کی کوئی دوا نہ ہو سکے۔ اس کے نتیجہ میں وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوئی کہ مختلف اطباء سے علاج کرایا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اسی مرض میں مر گئی۔

(مناقب آل ابی طالب ص۳۹۱)

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ جب معتصم نے عنان حکومت سنبھالا تو حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کے حالات کی جستجو میں لگ گیا۔ چنانچہ اس نے عبدالملک کو حکم نامہ بھیجا کہ امام محمد تقی جواد علیہ السلام اور ام الفضل کو میرے پاس روانہ کر دو۔ اس کام پر علی بن یقطین کو مامور کیا گیا۔ اس نے آپ کا سامان سفر درست کیا اور آپ نے مدینہ سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ جب آپ بغداد پہنچے اس نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی پھر اشناس کے ہاتھوں بہت سے تحفے آپ کے لئے اور ام الفضل کے لئے روانہ کئے اس کے بعد اُس نے اشناس کے ہاتھوں چکوترے کا تیار کیا ہوا شربت بھیجا۔ اور اشناس نے کہلایا کہ یہ شربت امیرالمومنین خود بھی نوش فرما چکے ہیں اور ان سے پہلے احمد بن ابی داؤد سعید بن خضیب بلکہ دیگر مشاہیر بھی اس کو استعمال کر کے دیکھ چکے ہیں۔ بہت عمدہ ہے اور آپ کے لئے بھی حکم ہے کہ برف کے پانی کے ساتھ ابھی ابھی پی لیں۔ آپ نے فرمایا میں رات کو پیوں گا۔ اشناس نے کہا یہ ایسے ٹھنڈا ہی مفید رہے گا۔ آپ اسے شام تک رکھیں گے تو برف پگھل جائے گی اور نفع جاتا رہے گا۔ لہٰذا اسے ابھی ابھی پی لیں۔ جب اشناس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کا ارادہ کیا ہے۔ وہ شربت پی لیا۔ جو آپ کے انتقال کا سبب بنا۔

⑩ شبیہ موسیٰ و عیسیٰ

کلیم بن عمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند عطا فرماتے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند عطا کرے گا وہی میرا وارث ہوگا۔ پھر جب حضرت

ابو جعفر علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میرا ایک فرزند پیدا ہوا ہے جو حضرت موسیٰ سے مشابہ ہے وہ بھی دریا کو شگافتہ کرنے والا ہے وہ حضرت عیسیٰ سے بھی مشابہ ہے اس کی ماں بھی ویسی ہی پاک و مقدسہ ہے جیسی مادر عیسیٰ وہ بھی حضرت مریم کی طرح طاہرہ و مطہرہ ہے۔ پھر حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا مگر وہ ظلم سے شہید کیا جائے گا۔ اس پر اہل آسماں گریہ کریں گے۔ اس کے دشمن اور اس پر ظلم کرنے والے پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔ اور اس کے دشمن کو چند دنوں ہی میں اللہ تعالیٰ عذاب الیم میں مبتلا کرے گا اس پر سخت عتاب کرے گا۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام رات بھر اپنے گہوارہ میں تسبیح و تہلیل میں مشغول رہا کرتے تھے۔

(۱۱) ــــ کم سنی میں خطبہ اوّل

حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کا رنگ بے حد گندمی تھا۔ جس وقت آپ کا سن صرف پچیس ماہ کا تھا۔ آپ مکہ میں تھے۔ لوگ پہچان نہ سکے کہ یہ کس خاندان سے ہیں تو قیافہ شناسوں کے پاس لے گئے۔ قیافہ شناس آپ کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑے اور بول اٹھے والئے ہو تم لوگوں پر اسے نہیں پہچانتے؟ اس چمکدار ستارے اور نور درخشاں کو ہم لوگوں کے پاس پہچاننے کے لئے لائے ہو؟ یہ تو خدا کی قسم ایک پاک و طاہر حسب و نسب والا بچہ ہے۔ یہ روشن ستاروں کے صلب اور پاک و طاہر رحم سے پیدا ہوا ہے۔ خدا کی قسم یہ بچہ ذریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نسل علی علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسری نسل کا ہو ہی نہیں سکتا۔ اگرچہ اس وقت آپ کا سن صرف پچیس ماہ کا تھا مگر آپ کی زبان تلوار سے بھی زیادہ تیز چلنے لگی۔ آپ یوں گویا ہوئے۔

"اُس خدا کا شکر جس نے ہمیں اپنے نور سے پیدا کیا۔ اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں منتخب فرمایا اور ساری مخلوق میں اپنی وحی کا امین بنایا۔ ایہا الناس! سنو میں محمد بن علی الرضا ابن موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر بن علی سید العابدین ابن حسین شہید ابن امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہوں۔ میں نسل فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ علیہم السلام سے ہوں میرے حسب و نسب کو تم نے نہیں پہچانا اور اللہ تعالیٰ اور میرے جد بزرگوار کے متعلق تم نے شک کیا اور مجھے پہچانے کے لئے قیافہ شناس کے پاس لائے۔ خدا کی قسم مجھے ان قیافہ شناسوں سے زیادہ ان کے اسرار و رموز کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میں تمام النسانوں

میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ میں حق کہتا اور سچ بولتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ علم ہم لوگوں کو تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے اور آسمان اور زمینوں کے بنانے سے پہلے ہی عنایت کر دیا ہے۔"

"خدا کی قسم اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ اہل باطل اور گمراہ نسل کفر ہم پر حملہ آور ہو جائے گی اور اہل شرک و شک و نفاق ہم پر لوٹ پڑے گی تو میں ایسی ایسی باتیں بتاتا جسے سن کر اوّلین و آخرین حیرت میں پڑ جاتے۔" اس کے بعد تو دآپ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ دیا اور فرمایا اے محمد تم بھی خاموش رہو جس طرح تمہارے آبائے کرام خاموش رہے۔ تم بھی صبر کرو جس طرح رسولان اولی العزم نے صبر کیا۔ جلدی نہ کر دان لوگوں سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔ اور اس میں ایک پہر دن سے زیادہ وقت نہیں لگے گا اور اس وقت سوائے فاسق قوم کے کوئی اور ہلاک نہ ہوگا۔"

اس کے بعد آپ کے پہلو میں ایک شخص تھا اس کی طرف بڑھے اس کا ہاتھ پکڑا مجمع آپ کو راستہ دینے کے لئے پھٹتا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس مجمع میں بڑے بڑے جلیل القدر بزرگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ "واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" خدا خوب جانتا ہے کہ وہ اپنے پیغام کا امین کس کو بنائے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان بزرگوں کے متعلق پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ اولاد عبد المطلب اور بنی ہاشم کے اکابر و بزرگ ہیں۔

جب اس واقعہ کی خبر خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کو پہنچی تو آپ نے فرمایا "الحمد للہ" پھر ماریہ قبطیہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے فرزند محمد میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے فرزند ابراہیم کا اسوہ پیدا کیا۔

(مناقب آل ابی طالب جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

① نصوص امام رضا علیہ السلام

جعفر بن محمد نوفلی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت ا
رضا علیہ السلام قنطرہ اربق میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض ک
میں آپ پر قربان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ
جھوٹے ہیں۔ اللہ ان پر لعنت کرے اگر وہ زندہ ہوتے تو نہ ان کی میراث تقسیم ہوتی اور نہ ان
عورتیں دوسرا نکاح کرتیں خدا کی قسم انہوں نے بھی موت کا ذائقہ اسی طرح چکھا جس طرح حض
علی ابن ابی طالب نے ذائقہ موت چکھا ہے۔ میں نے عرض کیا اچھا پھر آئندہ کے متعل
میرے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا تم میرے بعد میرے فرزند محمد کے دامن سے متمسک رہنا۔ ا
رہ گیا میں تو میں ایسی جگہہ جا رہا ہوں جہاں سے واپس نہ آؤں گا۔

محمد بن ابی عباد جس کو فضل بن سہل نے حضرت امام رضا علیہ السلام کا کا
مقرر کیا تھا اس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام جب بھی اپنے فرزند محمد کا تذ
کرتے تو کریہ فرماتے اور کہتے کہ میرے فرزند ابوجعفر نے مجھے یہ خط لکھا اور میں نے اپنے فرزند ابوجع
کو یہ خط لکھا جب کہ وہ بالکل کمسن تھے اور مدینہ میں تھے۔ آپ اپنے فرزند کو اپنے خط میں بھی تعظیم
ساتھ خطاب کرتے اور ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا خط بھی آپ کے نام انتہائی فصیح و بل
ہوا کرتا تھا۔ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابوجعفر میرے بعد میر
وصی اور میرے اہل خاندان میں میرے نائب و خلیفہ ہیں۔

بزنطی سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے پوچھا بتاؤ تمہارے امام کے
پھر کون امام ہوگا؟ یہ سن کر میں حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابن نجا
کا یہ سوال آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا میرے بعد میرا فرزند امام ہوگا۔ پھر فرمایا کیا
میں اتنی جرأت ہے جو یہ کہے کہ میرا فرزند ہوگا جب کہ اس کے کوئی فرزند نہ ہو۔

(غیبۃ الشیخ ص ۵۲)

مناقب میں بھی بزنطی سے اسی کے مثل روایت ہے۔

(مناقب جلد ۴ ص

اعلام الوریٰ میں بھی بزنطی سے اسی کے مثل روایت ہے۔ کافی جلد ۱ ص ۳۲۰

زکریا بن یحییٰ بن نعمان بصری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے
بن جعفر بن محمد کو حسن بن حسین بن علی بن الحسن سے گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ آنا ئے گفتگ

انہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ابوالحسن علی رضا علیہ السلام کی اس وقت مدد کی جب ان
کے بھائیوں اور چچاؤں نے آپ کی مخالفت کی اور اس کے بعد ایک طویل حدیث بیان کی جس کے آخر
میں یہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں قبیلہ نوبیہ
کی اس منتخب اور پاک کنیز کے فرزند پر جس کی نسل سے وہ فرزند پیدا ہوگا جو آوارہ وطن ہونے
کے علاوہ دشمنان سے اپنے آباؤ اجداد کے خون کا انتقام لے گا صاحب غیب ہوگا۔ لوگ یہ سمجھیں گے
کہ وہ مر چکا ہے یا اس وادی میں ہلاک ہو گیا ہوگا جہاں وہ وطن چھوڑ کر گیا تھا میں نے عرض کیا آپ نے
سچ فرمایا اور یہ سن کر میں اٹھا اور حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ میرے امام ہیں۔ میرے اس جملے پر حضرت امام رضا علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

(الارشاد ص ۲۹۵ کافی جلد ۱ ص ۳۲۲)

معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے سامنے
کسی بات کا ذکر آیا تو میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ تمام لوگوں کو اس
کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ابوجعفر محمد تقی جواد ہیں جن کو میں نے اپنی جگہ بٹھا دیا ہے یا جانشین
بنا دیا ہے پھر فرمایا ہم اہل بیت میں چھوٹے بڑوں کی میراث بالکل ہو بہو لیتے ہیں۔

(الارشاد ص ۲۹۸)

یحییٰ بن حبیب زیات سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک
شخص جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ جب لوگ جانے
لگے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا تم لوگ جا کر (میرے فرزند) ابوجعفر سے ملاقات کرنا ان کو سلام
کرنا اور ان سے تجدید عہد کرنا اور جب لوگ چلے گئے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ
رحم کرے مفضل پر بغیر کچھ کہے ہوئے بھی اس کے لئے (اشارہ) کافی تھا۔

(ارشاد ص ۲۹۹ کافی جلد ۱ ص ۳۲۲)

محمد بن جریر نے بھی ہمارے بعض اصحاب سے اسی طرح کی روایت ہے۔

(رجال کشی ص ۲۷۰ تحت رقم ص ۱۵۴)

حمدویہ وابراہیم نے محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے مسافر سے روایت کی ہے
کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے مجھ سے خراسان میں فرمایا کہ جاؤ ابوجعفر محمد تقی جواد سے ملو وہ تمہارے امام ہیں۔

(رجال کشی تحت رقم ص ۳۶)

② مولود مسعود

بزنطی سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے اس امام

کے بعد کون امام ہوگا۔ (اس لئے کہ اُن کے کوئی فرزند نہیں) میں یہ چاہتا ہوں کہ تم یہ بات اپنے امام سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ چنانچہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا سنو میرے بعد امام میرا فرزند ہوگا اور کیا کسی میں یہ جرأت ہے جو یہ کہے کہ میرا فرزند امام ہوگا۔ جب کہ اسکا کوئی فرزند بھی نہ ہو۔ اور واقعتاً ابھی حضرت ابو جعفر علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ مگر چند ہی دن گزرے تھے کہ پیدا ہوئے۔

(کافی جلد اصـ۳۲۰ ارشاد صـ۲۹۸)

یحییٰ صنعانی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کیلا چھیل کر حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو کھلا رہے ہیں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یہ ہیں آپ کے مولود مسعود، فرمایا ہاں اے یحییٰ یہ وہ مولود ہے کہ جس کا مثل اسلام میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ یہ ہمارے شیعوں کے لئے بڑا بابرکت مولود ہے۔

محمد بن عمر بن رفات نے ابن قیاما سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے تو میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فرزند عطا کیا ہے جو میرا بھی وارث ہوگا اور آل داؤد کا بھی وارث ہوگا۔

ابن اسباط و عباد بن اسماعیل دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے فرزند حضرت ابو جعفر امام محمد نقی علیہ السلام تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا ماشاء اللہ یہ بچہ بہت مبارک ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ وہ مولود ہے کہ اسلام میں اس زیادہ بابرکت کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا۔

حسین بن یسار کا بیان ہے کہ ابن قیاما واسطی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ آپ کیسے امام ہو سکتے ہیں آپ کے تو کوئی فرزند ہی نہیں (جو آگے اس سلسلہ کو بڑھائے) حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس کو جواب میں تحریر کیا۔ تجھے کیسے معلوم کہ میرے کوئی فرزند نہ ہوگا؟ خدا کی قسم چند ہی دنوں میں اللہ مجھے ایسا فرزند دینے والا ہے جو حق و باطل میں فرق پیدا کر دے گا۔

(ارشاد صـ۲۹۸ کافی جلد اصـ۳۲۰)

ابو یحییٰ صنعانی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے اپنے فرزند ابو جعفر کو بلایا وہ اس وقت بچے تھے۔ آپ نے فرمایا دیکھو یہ بچہ ہے کہ اس سے زیادہ بابرکت کوئی اور بچہ ہمارے شیعوں کے لئے نہیں ہے۔ ارشاد صـ۲۹۸ کافی جلد اصـ۳۲۱

(۳) ——— نبوت و امامت کیلئے عمر کی قید نہیں

ابن اسباط سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تو میں اُن کی طرف اور اُن کے سر اور پاؤں کی طرف دیکھنے لگا تاکہ میں اہل مصر سے آپ کا حلیہ بیان کر سکوں۔ پھر جب بیٹھ گئے تو فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے جس طرح نبوت کی کچھ علامتیں رکھی ہیں اس طرح امامت کی بھی کچھ علامتیں رکھی ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ کے متعلق فرماتا ہے (سورہ مریم نمبر ۱۲) ہم نے بچپن میں اُن کو نبوت عطا کی دیگر انبیا کے لیے ارشاد ہے۔

سورہ الاحقاف آیت ۱۵ جب وہ پختگی کو پہنچے اور سن چالیس سال کا ہو گیا۔ ان دونوں آیتوں کے پیش نظر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو اللہ بچپن میں ہی نبی یا امام بنا دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ چالیس سال کے بعد بنائے۔

صفوان بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضرت تقی جواد کی ولادت سے پہلے میں آپ سے پوچھا کرتا تھا اور فرمایا کرتے کہ اللہ مجھے بھی ایک بیٹا دے گا۔ لیجئے اللہ نے آپ کو فرزند دیا جسے دیکھ کر ہم لوگوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملی۔ اول تو اللہ آپ ہی کو باقی کوئی بُرا دن نہ دکھائے لیکن اگر وہ ہونے والی بات ہو ہی جائے تو ہم لوگ کس کیطرف رجوع کریں؟ آپ نے حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ابھی تو یہ صرف تین سال کے ہیں! آپ نے فرمایا اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ حضرت عیسٰی تو تین سال سے بھی کم عمر میں نبی بن گئے تھے۔

ارشاد صـ۲۹۷ کافی جلد اصـ۳۲۱

خیرانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں خراسان میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے پاس کھڑا تھا کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا۔ مولا اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو پھر ہم کس کی طرف رجوع کریں؟ آپ نے فرمایا میرے فرزند ابو جعفر کی طرف، اور پوچھنے والا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو کمسنی کی وجہ سے قابل امامت نہیں سمجھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو رسول اور صاحب شریعت اس وقت بنایا جب وہ میرے فرزند ابو جعفر سے بھی زیادہ کمسن تھے۔

(الکافی جلد اصـ۳۲۲) (الارشاد صـ۲۹۹)

ابراہیم بن ابی محمود سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ طوس میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کے پس پشت کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اگر آپ کو خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر کس کی طرف رجوع کیا جائے؟ آپ نے فرمایا میرے فرزند محمد کی طرف سوال کرنے والا حضرت امام محمد تقی جواد کو بہت کم عمر سمجھ کر نا قابل امامت سمجھ رہا تھا۔ حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو نبی اور صاحب شریعت بنایا اس وقت ان کا بھی سن نہ تھا جتنا میرے فرزند ابوجعفر محمد تقی جواد کا ہے جو اس وقت حافظ شریعت بن رہا ہے۔

(کفایۃ الاثر ص ۲۲۴)

عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ ایک بار ہم اور صفوان بن یحییٰ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے سامنے آپ کے فرزند ابوجعفر محمد تقی علیہ السلام کھڑے تھے جن کا سن ابھی تین سال کا تھا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی حادثہ ہو جائے تو پھر آپ کے بعد امام کون ہو گا؟ آپ نے فرمایا یہ میرا فرزند اور یہ کہہ کر آپ نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا ہم لوگوں نے عرض کیا۔ اس کمسنی میں امام؟ آپ نے فرمایا ہاں ہاں اسی کمسنی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اس وقت مبعوث کیا جب وہ فقط دو سال کے تھے۔ (پھر یہ تو تین سال کے ہیں۔)

(کفایۃ الاثر ص ۲۲۴)

④ نص امام موسیٰ بن جعفر

ابن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے عراق جانے سے پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں آپ کے فرزند حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے محمد امسال ایک حادثہ رونما ہوگا مگر تم اس سے پریشان نہ ہونا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ کیا ہوگا یہ کہہ کر تو آپ نے مجھے قلق میں مبتلا کر دیا۔ فرمایا مجھے اس ظالم کے پاس جانا پڑے گا مگر نہ وہ مجھے گزند پہنچا سکے گا نہ اس کے بعد آنے والا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان پھر کیا ہوگا؟ فرمایا اللہ ظالم کو گمراہی پر چھوڑ دے گا۔ اور اللہ جو چاہے گا کرے گا۔

میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ کیا کرے گا؟ فرمایا کہ جو شخص میرے اس فرزند کے حق پر ظالمانہ قبضہ کرے گا اور میرے بعد اس کی امامت سے انکار کرے گا وہ اس شخص کے مانند ہوگا جس نے حضرت علی ابن ابی طالب کے حق پر ظالمانہ قبضہ کیا اور اُن کے حق سے انکار کیا بعد وفات رسول۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم اگر میں زندہ رہا تو اس کے حق کو تسلیم کروں گا اور اس کی امامت کا اقرار کروں گا۔ فرمایا اے محمد تم نے سچ کہا اللہ تعالیٰ تمہاری عمر بڑھائے گا اور تم اس کے حق کو تسلیم کرو گے۔ میں نے عرض کیا وہ کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا اس کا فرزند محمد ہوگا میں نے عرض کیا میں خوشی خوشی اسے تسلیم کروں گا۔

رجال کشی میں بھی محمد بن سنان سے اسی کے مثل روایت ہے۔

⑤ ایک وقت میں دو امام

ابن قیاما واسطی جو واقفی الاعتقاد شخص تھا اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر ایک زمانہ میں اگر دو رہے تو ایک صامت و خاموش ہوگا دوسرا ناطق میں نے کہا مگر آپ ناطق امام ہیں آپ کے ساتھ کوئی صامت امام نہیں؟ فرمایا ہاں مجھے اللہ فرزند دے گا۔ جو حق و اہل حق کی حقانیت کو ثابت کرے گا اور باطل و اہل باطل کے خیالات کو مٹا دے گا یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ کے کوئی فرزند نہ تھا اور اس کے ایک سال بعد حضرت ابوجعفر محمد تقی جواد علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(ارشاد ص ۲۹۸ کافی جلد ا ص ۳۲۱)

حمدویہ بن نصیر نے حسن بن موسیٰ سے انہوں نے ابن ابی نجران سے انہوں نے حسین بن یسار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم اور ابن قیامہ نے مقام صریا پر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ملاقات کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور کہا تم لوگ بھی اپنی حاجتوں سے فارغ ہو لو۔ تو حسین بن قیاما نے سوال کیا یہ بتائیں کہ زمین کبھی امام سے خالی رہے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں ابن قیاما نے پوچھا اچھا یہ بتائیں کہ یک وقت دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن اگر دو ہوں گے بھی تو ایک صامت اور خاموش رہے۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ امام نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں امام نہیں ہوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ آپ کے کوئی فرزند نہیں امامت اولاد میں چلتی ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم چند ہی دن بعد میرے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ وہ میرا قائم مقام ہوگا۔ وہ حق کو حق ثابت کرے گا اور باطل کو مٹا دے گا۔

(رجال کشی ص ۴۲۷)

⑥ پشت پر مہر امامت

حسن بن جہم کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر تھا آپ نے اپنے فرزند کو بلایا جو ابھی بچے تھے انہیں اپنی آغوش میں بٹھایا
مجھ سے فرمایا ذرا اس کی قمیض اتارو میں نے قمیض اتاری تو فرمایا ذرا اس کے دونوں
کے درمیان پشت پر دیکھنا۔ میں نے دیکھا تو ایک شانے پر مہر کے مانند گوشت
اندر ایک نشان سا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ دیکھ رہے ہو ایسا ہی نشان اسی مقام
پدر بزرگوار کے شانے پر بھی تھا۔

(کافی جلد ۱ صا۳۲ ارشاد ص۲۹۸)

⑦ تفویض امامت

یزید بن سلیط سے روایت ہے کہ ہم لوگ عمرہ کی نیت سے چلے تو راستے
حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کی
مقام کے بارے میں جہاں ہم لوگ اس وقت ہیں کچھ آپ کو یاد ہے! آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تمہیں بھی یہ
یاد ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں اور میرے والد کی ملاقات آپ سے اسی مقام پر ہوئی
آپ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ اور آپکے دیگر برادران بھی آپ کے ساتھ
میرے والد نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا تھا میرے ماں باپ آپ پر قربان
آپ سب کے سب آئمہ ہیں اور پاک ہیں۔ لہٰذا آپ کچھ ارشاد فرمادیں تاکہ میں اپنے ورثا
کہہ جاؤں تاکہ وہ گمراہ نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ اے ابوعمارہ سنو۔ یہ سب
میری اولاد ہیں مگر یہ ان سب کا سردار ہے اور یہ کہہ کر انہوں نے آپ کی طرف اشارہ
کیا اور فرمایا اس کے پاس حکم و فہم ہے جس کی آپ لوگوں کو ضرورت ہے اس کے پاس سخاوت و معرفت
ہے اور ہر وہ شے ہے جس میں ہم لوگ اپنے دینی اور دنیاوی امور میں اختلاف کرتے ہیں ا
میں حسن خلق ہے پڑوس کے ساتھ اچھا سلوک ہے یہ اللہ کے دروازوں میں سے ایک دروازہ
ہے۔ اس میں ہر طرح کی خیر اور خوبی موجود ہے۔

میرے والد نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اسی کے صلب سے
اس امت کا غوث، اس کا غیاث، اس کا علم، اس کا نور پیدا کرے گا۔ یہ بہترین مولود ہے ا
کی وجہ سے آپس کی خونریزی ختم ہوگی۔ باہم صلح ہو جائے گی افتراق اتحاد سے بدل جائے جا

لوگوں کو تن ڈھکنے کے لئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کیلئے روٹی ملے گی۔ خوف و ہراس دور ہو گا۔
اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بادل کو برسائے گا۔ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ یہ ہر پیر و جوان سے
بہتر ہوگا۔ اس کی گفتگو پر از حکمت اس کی خاموشی پر از علم ہوگی لوگوں کے درمیان جس مسئلہ میں
اختلاف ہوگا یہ اس کو واضح کرے گا۔ وہ سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے قبیلہ و خاندان کا سردار
شمار کیا جائے گا۔

میرے والد نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ بتائیں کہ کیا اس کے
کوئی فرزند ہوگا کہ جس سے اس کے بعد یہ سلسلہ چلے؟ آپ نے فرمایا ہاں مگر پھر اس کے
بعد سلسلہ کلام منقطع ہوگیا تھا

یزید کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جس طرح
آپ کے پدر بزرگوار نے بتایا تھا آپ بھی بتائیں۔ آپ نے فرمایا دراصل بات یہ ہے کہ میرے پدر گوار
کا زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے۔ میں نے عرض کیا جو شخص آپ کی اس بات پر راضی و خوش نہ
ہو اس پر اللہ کی لعنت۔ یہ سن کر حضرت ابوابراہیم علیہ السلام مسکرائے پھر فرمایا اے ابو
عمارا چھا اب میں تمہیں بتاتا ہوں۔ لو سنو جب میں اپنے گھر سے نکلا تو میں نے اپنے فلاں فرزند
کو اپنا واقعی وصی بنایا مگر بظاہر اس میں اپنی اور اولادوں کو بھی شریک کر دیا۔ مگر بہ باطن میں نے صرف
اسی کو وصی بنایا۔ سنو اگر یہ وصی بنانا میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم کو اپنا وصی بناتا اس لئے
کہ مجھے اس سے زیادہ انس و محبت ہے مگر یہ سب حکم خدا سے ہوتا ہے وہ جسے چاہے یہ عہدہ سپرد کرے
اور اس حکم خدا کی خبر دینے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے پاس آئے تھے۔ مجھے
انہوں نے میرے وصی و جانشین کی نشاندہی کر دی اور یہ بھی بتلا دیا کہ اس کے بعد کون ہوگا
اور ہم لوگوں کا یہ اصول ہے کہ جب تک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب
علیہ السلام تشریف لاکر بتلا نہیں جاتے ہم لوگ کسی کو اپنا وصی یا نائب نہیں بناتے۔

چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں
آپ کے پاس ایک انگوٹھی۔ ایک تلوار، ایک عصا، ایک کتاب اور ایک عمامہ ہے۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ یہ سب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا عمامہ الٰہی سلطنت کی نشانی ہے۔ تلوار اللہ
کی طاقت کی پہچان اور کتاب اللہ کے نور کی علامت ہے۔ عصا اللہ کی قوت کا نشان ہے اور
انگوٹھی ان سب چیزوں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا کہ اب (تمہاری امامت کی مدت ختم ہو رہی ہے)
یہ عہدہ تم سے لے کر دوسروں کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی دکھلائیں کہ
وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ عہدہ اگر محبت کی بنا پر تقسیم ہوتا تو تمہارے پدر کو تم سے زیادہ

تمہارے بھائی اسماعیل سے محبت تھی مگر یہ حکم تو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔

پھر حضرت ابوابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اسی خواب میں اپنی زندہ اور مردہ سبھی اولاد کو دیکھا اور مجھ سے حضرت امیرالمومنین نے میرے فرزند علی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہے ان سب کا سردار یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں اور اللہ تمام محسنین کے ساتھ ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے یزید یہ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں یہ ایک امانت ہے یہ کسی کو نہ بتانا ہاں اگر کوئی عقلمند مل جائے۔ یا ایسا کوئی بندہ مل جائے جس کی سچائی و صداقت کو تم خود جانتے ہو تو اسے بیان کر دینا۔ اور اگر میرے اس قول پر تم سے کوئی گواہی چاہے تو تم گواہی دینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا سورہ النساء آیت نمبر ۵۸

پھر فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ البقرہ آیت نمبر ۱۴۰

راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے ان تمام میں سے دکھا دیجئے کہ وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ہے جو اللہ کے عطا کردہ نور سے دیکھتا ہے اللہ کی دی ہوئی فہم و فراست سے سنتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی حکمت سے بولتا ہے۔ اس کی رائے ہمیشہ صائب ہوگی کبھی غلط نہ ہوگی۔ وہ صاحب علم ہے جہالت سے دور ہے اور لو دیکھو یہ وہ ہے یہ کہہ کر آپ نے میرے فرزند علی کا ہاتھ پکڑا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اب بہت کم دن اس کے ساتھ رہو گے۔ لہذا جب تم اپنے سفر سے واپس آؤ تو وصیت کر لو اپنے معاملات کو درست کر لو جو امور تمہیں انجام دینے ہیں ان سب سے فارغ ہو جاؤ۔ اس لئے کہ اب تم یہاں نکل کر دوسروں کے پڑوس میں جاؤ گے۔ اور جب تم کو دوسرے دیس میں جانا ہو تو علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کو کہہ دینا وہ تمہیں غسل دے گا، کفن پہنائے گا۔ اور یہ امر اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا یہ ہمیشہ سے دستور چلا آ رہا ہے کہ معصوم کو معصوم ہی غسل دیتا ہے۔)

پھر حضرت ابوابراہیم علیہ السلام نے فرمایا سو مجھے اس سال واپس لے لیا جائیگا اور اب یہ امامت میرے فرزند علی کو ملے گی۔ اور اس کا نام علی ہے اس میں علی کی خصوصیات بھی ہیں۔ اس لئے کہ علی اول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور علی ثانی حضرت

علی ابن الحسین علیہ السلام ہیں۔ اور میرے اس علی کو علی اول کا فہم ان کی حکمت، ان کی نگاہ۔ ان کی دینی محبت ملی ہے اور علی ثانی سے اس کو مصائب پر صبر ملا ہے۔ ہارون کے انتقال کے بعد کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان سے چار سال تک کلام کرے (چار سال ہی تک صبر آتا ہے)

پھر فرمایا اے یزید اب پھر جب تم یہاں سے گزرو اور اس سے تمہاری ملاقات ہو اور تم سے اس کی یقیناً ملاقات ہوگی تو اسے خوشخبری سنا دینا اللہ تعالیٰ اس کو ایک فرزند بابرکت و امانت دار اور گناہوں سے محفوظ عطا کرے گا۔ اور وہ تم کو خود بتائے گا کہ تم یہاں مجھ سے مل چکے ہو اور جب ایسا ہو تو پھر انہیں بتا دینا کہ وہ کنیز جس کے بطن سے تمہارا یہ فرزند پیدا ہوگا۔ وہ ماریہ قبطیہ کے خاندان سے ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں۔ اور جب وہ تمہیں ملیں تو انہیں میری طرف سے سلام کہہ دینا۔

یزید کا بیان ہے کہ حضرت ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی وفات کے بعد میں حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے ملا۔ آپ نے بغیر میرے کچھ کہے ہوئے خود فرمایا اے یزید عمرہ کے متعلق تمہارا کیا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان جیسی آپ کی مرضی۔ مگر میرے پاس اخراجات سفر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ جب میں تم سے چلنے کو کہہ رہا ہوں تو کیا تمہارے اخراجات نہ دوں گا۔ یزید کا بیان ہے کہ پھر ہم لوگ عمرہ کی نیت سے نکلے اور اس مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے یزید اس مقام سے تو تم عمرہ کے سفر میں کئی مرتبہ گزرے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں اور پھر آپ سے میں نے پورا قصہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا مگر ابھی تک تو وہ کنیز آئی نہیں۔ جب ملے گی تو اسے سلام پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد ہم دونوں مکہ پہنچے اور آپ نے وہ کنیز وہاں اسی سال خریدی اور کچھ ہی دن بعد حاملہ ہوئیں اور ان کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا۔ یزید کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا کے دوسرے بھائی یہ چاہتے تھے کہ اپنے باپ کے وارث صرف یہی لوگ رہیں۔ اس لئے وہ لوگ بلا سبب اس کے دشمن بن گئے اسحاق بن جعفر نے ان لوگوں سے کہا خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مجلس میں اسی جگہ بیٹھے ہیں کہ جہاں ہم لوگوں کے بیٹھنے کی مجال نہیں

(کافی جلد صـ ۲۱۶-۲۱۵)

کتاب الامامۃ والتبصرہ تالیف علی ابن بابویہ میں عبداللہ بن محمد شامی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

(عیون اخبار الرضا صـ ۲۶-۲۳)

بحار الانوار



باب ۳



معجزاتِ امام علیہ السلام

(۸) ثقل زبان

معمر بن خلاد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے اسماعیل بن ابراہیم [کو] حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ میرے لڑکے کی زبان میں گرانی آگئی ہے کل میں اسے آپ کی خدمت میں بھیجوں گا۔ آپ ذرا اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں [گے] اور اس کے لئے دعا کردیں گے وہ بھی آپ ہی کا غلام ہے آپ نے فرمایا وہ میرے فرزند ابو جعفر [کا] غلام ہے کل اسے میرے پاس بھیجنے کے بدلے ابو جعفر کے پاس بھیجو۔

(الکافی جلد ا صـ۳۲۲)

(۹) علی بن جعفر بن محمد کی عقیدت

محمد بن حسن بن عمار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مدینہ میں [علی] بن جعفر بن محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں ان کے پاس دو سال سے مقیم تھا اور وہ روایات میں ان سے سُن کر لکھ رہا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے سنی تھیں ناگاہ مسجد میں حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد بن امام علی الرضا علیہ السلام تشریف لائے یہ دیکھ[کر] وہ پابرہنہ بغیر دوش پر ردا ڈالے ہوئے دوڑے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا ان کی بہت تعظیم کی۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا چچا جان اللہ آپ پر رحم فرمائے بیٹھ جائیں انہوں نے [کہا] مولا آقا آپ کھڑے ہیں میں کیسے بیٹھوں۔

پھر جب علی بن جعفر بن محمد وہاں سے واپس آکر اپنی جگہ بیٹھے تو اُن کو زجر و توبیخ [کرنے] لگے اور کہنے لگے آپ ان کے باپ کے چچا ہیں۔ بزرگ ہیں۔ اور اُن کی اتنی تعظیم و تکریم؟ آپ نے فرمایا خاموش۔ پھر اپنی ریش مبارک پکڑ کر کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری بوڑھی داڑھی کو اہل نہ [سمجھا] اور اس نوجوان کو امامت کا اہل سمجھا اور اپنا عہدہ جس کو دینا تھا دیا تو کیا میں اس کے فضل و شرف سے انکار کردوں۔ میں ان باتوں سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں بلکہ میں تو اس نوجوان کا ایک خادم [ہی] ہوں۔

(الکافی جلد ا صـ۳۲۲)

① علم قیافہ سے ثبوت امامت

علی بن اسباط سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر محمد تقی جواد علیہ السلام میری طرف سے ہوکر گزرے تو میں نے ان کے سر اقدس سے لیکر اُن کے پائے مبارک تک بغور دیکھا تاکہ مصر میں پہنچ کر اپنے اصحاب سے آپ کا پورا حلیہ بیان کروں گا۔ مگر انہیں دیکھتے ہی میں گر پڑا۔ اور دل میں کہا۔ واقعاً اللہ تعالیٰ نے جس طرح نبوت کی علامات مقرر کی ہیں۔ اسی طرح امامت کے لئے بھی کچھ علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ کے لئے ارشاد فرماتا ہے واتیناہ الحکم صبیا سورہ مریم آیت ۱۳ اور عام انبیا کے لئے ارشاد فرماتا فلما بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ (سورہ یوسف ۲۲) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بچپن میں بھی نبوت وامامت عطا ہوتی ہے اور چالیس برس کے بعد بھی نبوت وامامت ملا کرتی ہے۔

(البصائر الدرجات)

معلی بن محمد نے بھی ابن اسباط سے یہی روایت کی ہے۔

(مناقب جلد ۴ ص ۳۸۹)

خرائج وجرائح میں بھی ابن اسباط کی یہ روایت موجود ہے۔

معلی بن محمد نے بھی ابن اسباط سے یہ روایت کی ہے۔

(ارشاد ص ۳۴۰) (الکافی جلد ۱ ص ۴۹۴)

اور کتاب "معرفت ترکیب جسد" میں حسین بن احمد تیمی سے روایت کہ حضرت ابوجعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام نے دور مامون میں ایک فصد کھولنے والے کو بلایا اور اس سے کہا کہ رگ زاہر میں فصد کھول دے اس نے کہا مولا یہ رگ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں کون سی ہے اور نہ اس رگ کا کبھی میں نے نام سُنا ہے۔ آپ نے اس رگ کی نشاندہی فرمائی اور اس نے فصد کھولی تو اس میں سے زرد رنگ کا پانی نکلا اور اتنا نکلا کہ پورا طشت بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اب اس کو بند کر دو اور اس طشت کو خالی کردو پھر دوسری رگ سے خون نکلوایا پھر فرمایا اب اس کو باندھ دو جب اس نے اس رگ کو بھی باندھ دیا تو آپ نے اس کو ایک دینار دینے کا حکم دیا اس فصاد نے ایک دینار لے لیا اور یوحنا بختشوع کے پاس آیا اور سارا قصہ بیان کیا اس نے کہا خدا کی قسم جب سے میں نے علم طب حاصل کیا اس رگ کا تو کبھی نام ہی نہیں سُنا تھا لیکن یہاں فلاں نام کا اسقف ہے وہ بہت بوڑھا اور رسیدہ ہے چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ شاید اُس کو معلوم ہو یہ دونوں اسقف کے پاس گئے اور سارا قصہ بیان کیا وہ تھوڑی دیر گردن جھکا کر سوچتا رہا اس کے بعد بولا

ہو سکتا ہے کہ وہ شخص جس کی فصد تو نے کھولی ہے وہ نبی ہو یا ذریت نبی ہو۔

قاسم بن عبدالرحمٰن جو زیدی مذہب کا تھا اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ بغداد گیا اور ابھی وہیں قیام تھا ایک دن دیکھا کہ لوگ کسی کے استقبال کے لئے راستوں پر کھڑے ہوئے ہیں میں نے پوچھا کون آرہا ہے؟ لوگوں نے کہا ابن رضا ابن رضا تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے کہا اگر وہ آ رہے ہیں تو خدا کی قسم میں بھی انہیں دیکھوں گا۔ (تھوڑی دیر میں) وہ ایک گھوڑے یا گھوڑی پر سوار نمودار ہوئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ گروہ امامیہ پر اللہ کی لعنت جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ان کی اطاعت فرض ہے۔ ابھی میرے دل میں یہ بات آئی ہی تھی کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے قاسم بن عبدالرحمٰن ابشرا منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر (سورۃ القمر آیت ۲۴) میں نے کہا بخدا یہ جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔ جونہی میرے دل میں یہ خیال آیا آپ پھر متوجہ ہوئے اور فرمایا ءالقی الذکر علیہ من بیننا بل ھو کذاب اشر (سورہ القمر آیت ۲۵)

راوی کا بیان ہے پھر میں بغداد سے نکلا تو اس حالت میں کہ ان کی امامت کا قائل تھا گواہی دیتا تھا کہ واقعاً یہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی طرف سے حجت ہیں اور میں آپ کا معتقد ہوگیا۔

یحییٰ بن عمران سے روایت ہے کہ اہل رے کی ایک جماعت جو ہمارے اصحاب میں سے تھی حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس میں ایک شخص زیدیہ فرقہ کا شامل ہوگیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے مسائل دریافت فرمائے اسی اثنا میں آپ نے اپنے غلام سے فرمایا اس شخص کا ہاتھ پکڑ اور باہر نکال دو اس زیدی نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وانک حجۃ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ کے سوا اس ایک اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور آپ حجت خدا ہیں۔

(الخرائج والجرائح)

نبان بن نافع کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام سے عرض کیا میں آپ پر قربان آپ کے بعد امام اور صاحب امر کون ہوگا؟ فرمایا اے ابن نافع وہ ابھی اس دروازے سے تمہارے پاس آئے گا۔ اور جس طرح میں اپنے بزرگوں کا وارث ہوا تھا اسی طرح وہ بھی ان سب چیزوں کا وارث ہوگا۔ وہی میرے بعد حجت خدا ہوگا۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت محمد بن علی (حضرت تقی جواد علیہ السلام) آئے جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا اے ابن نافع میں تم سے ایک حدیث کیوں نہ بیان کردوں سنو۔ ہم گروہ ائمہ جب بطن مادر میں رہتے

ہیں۔ تو چالیس دن تک بطن مادر سے ہماری آواز سنائی دیتی ہے اور جب بطن مادر میں چار مہینے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے سے روئے زمین کے سارے پردے اٹھا دیتا ہے اور پھر بارش کا ایک قطرہ خواہ مفید ہو خواہ مضر اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ اب تمہارا یہ کہنا کہ اے ابوالحسن آپ کے بعد حجت زمان و حجت عصر کون ہوگا؟ تو سنو تم کے متعلق تمہیں ابوالحسن نے بتایا وہی تم پر امام اور حجت ہوگا۔ میں نے کہا پھر میں سب سے اس کو تسلیم کراؤں گا۔

اس کے بعد حضرت ابوالحسن علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے نافع اُن کو سلام کرو۔ ان کا واجب الاطاعت ہونے کا یقین کرو ان کی روح میری روح ہے اور میری روح رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم کی روح ہے۔

۲ ـــ عصا کی گواہی

محمد بن ابی العلا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جب میں یحییٰ بن اکثم قاضی سامرہ سے علوم آل محمد کے متعلق خوب بحث و مناظرہ اور گفتگو کر چکا تو اسکو یہ کہتے سنا کہ ایک دن میں قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طواف کے لئے پہنچا تو دیکھا کہ محمد علی الرضا بھی قبر نبی کا طواف فرما رہے ہیں میرے ذہن میں چند مسائل تھے میں نے آپ سے اس کے متعلق بحث کی اس کے بعد کہا میں آپ سے صرف ایک بات اور پوچھنا چاہتا ہوں اس کے پوچھنے میں مجھے کوئی شرم نہیں ہے آپ نے فرمایا میں تمہارے پوچھنے سے پہلے ہی دوں کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ امام زمانہ کون ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ امام زمانہ میں ہوں۔ میں نے کہا علامت کیا ہے آپ کے ہاتھ اس وقت ایک عصا تھا۔ وہ عصا بول اٹھا کہ میرا یہ آقا ہی امام زمانہ ہے اور حجت اللہ ہے۔

(الکافی جلد ا صـ۳۵۳)

محمد بن ابی العلا سے اسی کے مثل روایت ہے۔ (مناقب جلد ۴ صـ۲۹۳)

۳ ـــ ازالہ شکوک

حضرت ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے غلام عسکر کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا سبحان اللہ میرے مولا کا رنگ

کس قدر زیادہ گندمی ہے ان کے جسم سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ عسکر کا بیان ہے کہ ابھی یہ خیال میرے دل میں آ ہی رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کا جسم طول و عرض میں بڑھنے لگا یہاں تک کہ پورا ایوان چھت تک بھر گیا اور چاروں طرف کی دیواروں تک پہنچ گیا۔ پھر دیکھا کہ آپ کے جسم کا رنگ کالی رات کی مانند سیاہ ہوا۔ پھر برف کی طرح سفید ہو گیا پھر سرخ ہو گیا۔ پھر درخت کے پتوں کی طرح سبز ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کا جسم گھٹنے لگا اور گھٹتے گھٹتے اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور آپ کے جسم کا رنگ بھی جیسا پہلے تھا۔ ویسا ہی ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھ سے پکار کر کہا اے عسکر تم لوگ شک کرتے ہو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے اعتقاد میں ضعف آ رہا ہے میں اسے قوی کر رہا ہوں۔ قسم بخدا ہم لوگوں کی حقیقی معرفت اسی کی ہوگی جس پر اللہ نے کرم فرمایا ہے۔ اور اس کو ہماری ولایت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔

۴ ـــ افترا پردازی کی سزا

ابن ارومہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ معتصم نے اپنے وزرا کی ایک جماعت بلائی اور ان سے کہا کہ تم لوگ محمد بن علی کے خلاف جھوٹی گواہی دو اور لکھ کر دو کہ وہ خروج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کو طلب کیا اور کہا تمہارا ارادہ ہم پر خروج کا ہے آپ نے فرمایا واللہ ایسا نہیں ہے معتصم نے کہا مگر فلاں فلاں گواہ ہیں ان لوگوں نے گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ یہ تحریریں میں نے آپ کے بعض غلاموں سے حاصل کی ہیں وہ سب لوگ ایک بڑے کمرے میں جمع تھے۔ آپ نے یہ جھوٹی گواہیاں سن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا پروردگار یہ سب مجھ پر جھوٹ اور افترا پردازی کر رہے ہیں تو ان سے مواخذہ فرما۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے دیکھا کہ وہ کمرہ زلزلہ میں ہے۔ جھٹکے کھا رہا ہے اور وہاں سے جو اٹھنا چاہتا ہے وہ گر پڑتا ہے۔ معتصم یہ دیکھ کر بہت گھبرایا اور بولا فرزند رسول میں نے جو کچھ کہا ہے اس کی توبہ کرتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ زلزلہ ٹھہر جائے۔ آپ نے فرمایا پروردگار اس کمرہ کو ساکن کر دے تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب میرے اور تیرے دشمن ہیں۔ اور زلزلہ موقوف ہو گیا۔

۵ ـــ ناکردہ گناہ کی سزا

علی بن جریر سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر ابن حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی کسی کنیز کی بکری گم ہو گئی لوگ اس کے پڑوسی کو پکڑ لائے اور کہنے لگے تم لوگوں نے بکری چرائی تھی۔ ابوجعفر علیہ السلام

نے فرمایا تم پر وائے ہو میرے اس پڑوسی بیچارے کو چھوڑ دو اس نے بکری نہیں چرائی ہے بکری فلاں کے گھر میں ہے۔ لوگ اس کے گھر پہنچے اس کے گھر میں بکری مل گئی۔ اب لوگوں نے اس غریب کو پکڑ لیا اسے مارا پیٹا اور کپڑے پھاڑ دیئے۔ وہ بیچارہ قسمیں کھا رہا تھا کہ میں نے بکری نہیں چرائی ہے۔ مگر وہ لوگ اس کو پکڑ کر حضرت ابوجعفر کے پاس لائے آپ نے فرمایا تم پر وائے ہو تم نے اس بیچارے پر ظلم کیا یہ بکری خود اس کے گھر میں گھس گئی تھی اس کو معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا۔ لوگوں نے اس کو پیٹا تھا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے تھے اس کے بدلے میں آپ نے اسے کچھ رقم دیکر راضی کر لیا۔ (الخرائج والجرائح)

(۶) ـــــ صدقے کا صلہ

قاسم بن محسن کا بیان ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھا کہ ایک اعرابی ضعیف الحال میری طرف سے ہو کر گزرا اور مجھ سے سوال کیا۔ مجھے اس پر ترس آیا میں نے ایک روٹی نکال کر اس کو دی۔ وہ چلا گیا تو ایک بگولہ آیا اور میرے سر سے میرا عمامہ اڑا لے گیا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کیسے اڑا اور کہاں گیا۔ اب جب میں مدینہ پہنچا تو حضرت ابوجعفر ابن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے ابوالقاسم راستہ میں تمہارا عمامہ اڑ گیا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے غلام کو آواز دی اے غلام وہ عمامہ نکال لاؤ وہ غلام گیا اور میرا وہ عمامہ نکال لایا میں نے عرض کیا فرزند رسول یہ عمامہ آپ تک کیسے پہنچ گیا؟ آپ نے فرمایا تم نے اس اعرابی پر تصدق کیا تھا۔ اس کے شکریہ میں اللہ نے تمہارا عمامہ واپس کر دیا اور اللہ کبھی کسی نیکی کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ الخرائج والجرائح

(۷) ـــــ علم الافکار

محمد بن ارومہ نے حسین مکاری سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک بار بغداد میں حضرت ابوجعفر علیہ السلام کی حالت کو دیکھ کر میں نے دل میں کہا اب یہ اپنے وطن کبھی واپس نہ جائیں گے۔ آپ نے تھوڑی دیر اپنی گردن جھکائی پھر آپ کا رنگ زرد ہو گیا اور فرمایا اے حسین سنو حرم رسول میں جو کی روٹی اور تھوڑا سا نمک بدرجہ بہتر ہے اس حال سے جو تم دیکھ رہے ہو۔ مختار الخرائج والجرائح صـ ۲۰۹

محمد بن علی ہاشمی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ جس شب میں حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام کا عقد بنت مامون سے ہوا اسی کی صبح کو میں آپ کی خدمت

میں حاضر ہوا میں نے اس شب کے ابتدائی حصہ میں ایک دوا کھائی تھی۔ اور صبح کے وقت سب سے پہلے میں آپ کی خدمت میں پہنچا مجھے پیاس لگی ہوئی تھی اور پانی مانگنا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا۔ آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم پیاسے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اے غلام پانی لاؤ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس وقت پانی میں زہر ڈال کر آپ کو پلائیں۔ اس سے مجھ کو بڑی تشویش لاحق ہوئی ادھر غلام پانی لے کر آیا آپ مسکرائے آپ نے پانی پیا پھر مجھے دیا اور میں نے بھی پیا۔ میں دیر تک آپ کے پاس رہا پھر پیاس محسوس ہوئی آپ نے پھر پانی طلب کیا۔ غلام پھر پانی لایا آپ نے پانی نوش فرمایا پھر مجھے پلایا اور مسکرائے۔

محمد بن حمزہ کا بیان ہے کہ مجھ سے محمد بن علی ہاشمی نے کہا کہ واللہ اس وقت مجھے خیال ہوا کہ رافضیوں کے قول کے مطابق یقیناً حضرت ابوجعفر علیہ السلام لوگوں کے دل کی بات جانتے تھے۔ (ارشاد مفید صـ ۳۰۶، ۳۰۵)

اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے مطرفی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔ اور میرے ان پر چار ہزار درہم قرض تھے اور یہ بات میرے اور ان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی۔ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے میرے پاس آدمی بھیجا کہ کل تم مجھ سے آکر ملو۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے وفات پائی اور تمہارے ان پر چار ہزار درہم قرض ہیں میں نے کہا جی ہاں آپ نے اپنے مصلے کا گوشہ اٹھایا تو اس کے نیچے بہت سے دینار رکھے ہوئے تھے آپ نے وہ سب مجھے دے دیئے ان سب دیناروں کی قیمت اس وقت چار ہزار درہم تھی۔ (ارشاد مفید صـ ۳۱۹)

کتاب الخرائج والجرائح میں بھی مطرفی سے اس طرح کی روایت ہے۔

(۸) ـــــ شارع العلوم

درقان جو ابن ابی داؤد کا مصاحب اور اس کا بڑا گہرا دوست تھا اس کا بیان ہے کہ ایک دن ابن ابی داؤد معتصم کے پاس آیا وہ بہت مغموم و محزون تھا میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا آج تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ کاش میں آج سے ۲۰ سال پہلے ہی مر گیا ہوتا۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا آج امیر المومنین کے سامنے اس کالے ابوجعفر محمد بن علی بن موسیٰ نے مجھے بہت ذلیل کیا۔ میں نے کہا بات کیا ہوئی؟ اس نے کہا ایک چور نے

اپنی چوری کا اقرار کر لیا اور امیر المومنین سے درخواست کی کہ اس پر حد جاری کر کے اس کی تطہیر کر دی جائے تو اس کے لئے دربار میں تمام فقہا جمع کیے گئے۔ جس میں ابو جعفر محمد علی تقی جواد بھی آئے۔ امیر المومنین نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ اس چور کا ہاتھ کہاں سے کا جائے! میں نے کہا کلائی سے، امیر المومنین نے پوچھا اس کی دلیل کیا ہے! میں نے کہا لئے کہ ید (ہاتھ) کا اطلاق انگلیوں اور ہتھیلی پر کلائی تک ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تیمم کے متعلق فرماتا ہے کہ

فامسحوا بوجوھکم وایدیکم

اور ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں اس سے مراد کلائی ہے۔

دوسرے فقہا نے کہا نہیں بلکہ اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹنا واجب ہے۔ امیر المومنین نے پوچھا اس کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ لوگوں نے کہا دلیل یہ ہے کہ اللہ وضو کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ

وایدیکم الی المرافق

یعنی وضو میں ہاتھ کہنی تک دھوؤ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ید (ہاتھ) کی حد کہنی تک ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد معتصم حضرت محمد بن علی تقی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور بولا اے ابو جعفر تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا اے امیر المومنین فقہائے امت اپنی اپنی رائے تو پیش کر ہی چکے مجھے چھوڑیں ان لوگوں کی گفتگو کے بعد میری کیا ضرورت ہے؟ معتصم نے کہا نہیں یہ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے! آپ نے فرمایا یا امیر المومنین مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہے۔ معتصم نے کہا نہیں تم کو خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا خیر جب آپ نے اللہ کی قسم دے دی تو اب سنیں کہ ان سب نے غلطی کی اور سنت کے خلاف فتویٰ دیا اس لئے کہ صرف انگلیوں کی جڑ سے قطع کرنا واجب ہے ہتھیلی چھوڑ دی جائے گی۔ معتصم نے کہا اس پر دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا سجدہ سات اعضا سے ہوتا ہے پیشانی دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے سرے۔ اب اگر ہاتھ کو کلائی سے کاٹ دیا گیا یا کہنی سے قطع کر دیا گیا تو وہ ہاتھ ہی باقی نہ رہے گا جس سے سجدہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان المساجد للہ سجدے کی جگہیں اللہ کے لئے ہیں اور اس سے مراد یہی سات اعضا ہیں جس سے سجدہ کیا جاتا ہے فلا تدعوا مع اللہ احداً! ان ساتوں اعضا

کے ساتھ اللہ کے سجدے میں کسی اور کو شریک نہ کرو۔ لہٰذا جو چیز اللہ کے لئے ہے وہ نہیں قطع کی جائے گی۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر معتصم ششدر و حیران رہ گیا اور اُس نے ہاتھ کو کلائی سے نہیں بلکہ انگلیوں کی جڑ سے کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

ابن ابی داؤد کا بیان ہے کہ یہ دیکھ کر تو مجھ پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اور ذل میں کہا کاش میں اس سے پہلے ہی مر چکا ہوتا (اور یہ ذلت نہ دیکھنی پڑتی) زرقان کا بیان ہے کہ پھر مجھے ابن ابی داؤد نے بتایا کہ اس کے بعد میں تیسرے دن معتصم کے پاس گیا اور عرض کیا یا امیر المومنین آپ کو ایک نصیحت کرنی مجھ پر واجب ہے۔ اور میں جانتا ہوں جو کچھ میں کہوں گا اس کے نتیجہ میں میں جہنم میں جاؤں گا۔

معتصم نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا جب امیر المومنین کسی دینی مسئلہ کے متعلق اپنے دربار میں علماء و فقہائے امت کو جمع فرماتے اور فتویٰ دریافت کرتے ہیں اور وہ لوگ اپنا فتویٰ دے دیتے ہیں اور دربار میں امیر المومنین کا خاندان، امیر المومنین کے سرداران فوج امیر المومنین کے وزراء، امیر المومنین کے کاتبین سب موجود رہتے ہیں اور پس در سے وہ لوگ یہ تمام باتیں سن لیتے ہیں۔ پھر امیر المومنین ان تمام علماء و فقہا کے قول کو ترک کر کے ایک ایسے شخص کے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اس امت کے بہت سے لوگ اس کی امامت کے قائل ہیں اور اس امر کے دعویدار ہیں کہ امیر المومنین سے زیادہ اس خلافت کا مستحق یہ شخص ہے پھر اس کے باوجود امیر المومنین تمام فقہا کے فتوؤں کو چھوڑ کر اس شخص کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں!

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر معتصم کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور جس چیز کی طرف میں نے اسے متنبہ کیا تھا وہ متنبہ ہو گیا اور بولا تم نے بڑی اچھی نصیحت کی اللہ تمہیں جزائے خیر دے گا۔

اس کے بعد معتصم نے چوتھے دن اپنے کاتبوں اور وزیروں میں سے فلاں کو حکم دیا کہ تم ابو جعفر محمد علی تقی جواد کی اپنے گھر دعوت کرو۔ دو اس نے دعوت دی تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں تم لوگوں کی مجلسوں میں شریک نہیں ہوتا۔ اس نے کہا ہمارے یہاں کوئی نشست یا مجلس وغیرہ نہیں ہے ہم نے تو آپ کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ اگر آپ زحمت فرما کر ہمارے گھر قدم رنجہ فرمائیں گے تو آپ کا آنا ہمارے لئے باعث برکت ہوگا۔ خلیفہ کے فلاں فلاں وزیر بھی آپ سے ملنا چاہتے

ہیں۔ الغرض آپ تشریف لے گئے جب آپ نے کھانا نوش فرمایا تو فوراً محسوس کرلیا کہ اسمیں زہر ملا ہوا
آپ نے حکم دیا کہ میری سواری لائی جائے۔ صاحب خانہ نے کہا جلدی کیا ہے، تھوڑی دیر ا
قیام کریں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر سے میرا چلا جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس
بعد ایک دن اور ایک رات، آپ کو اس کی شدید تکلیف رہی۔ اور اسی تکلیف
میں آپ نے انتقال فرمایا۔

(۹) امام کی رسوائی کیلئے.....!

یعقوب بن یاسر سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ متوکل اکثر کہا کرتا
تم لوگوں پر وائے ہو میں ابن رضا (ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام) کے معاملہ سے بے عاجز
ہوں میں نے بہت کوشش کی وہ ہمارے ندیم و مصاحب بن جائیں اور ہمارے ساتھ نادنوش
میں شریک رہیں مگر انہوں نے انکار کردیا۔ میں نے کوشش کی کہ کم از کم ایک ہی مرتبہ ہمیں
کا موقع ملے مگر ایک مرتبہ بھی اس کا موقع نہیں ملا۔ یہ سُن کر حاضرین مجلس میں سے ایک شخص
نے کہا اگر ابن رضا (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) ایک مرتبہ بھی اس کا موقع نہیں
تو فکر کی کیا بات ہے۔ ان کے بھائی موسیٰ کو بلالو

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد متوکل نے حکم دیا کہ لکھ بھیجو کہ موسیٰ کو بہت
عزت و احترام کے ساتھ یہاں بھیجا جائے۔ غرض جب وہ آئے تو متوکل نے حکم دیا کہ
بنی ہاشم اور سرداران لشکر اور تمام مسلمان اس کا استقبال کریں اور اگر انہوں نے ایسا کر دکھا
تو انہیں ایک جاگیر دے دی جائے گی اور اس جاگیر میں ان کے لئے ایک مکان تعمیر کردیا جا
گا اور ان کے گرد شرابی وغیرہ جمع کردیئے جائیں گے۔ انہیں بہت زیادہ انعام واکرام دیئے جا
گے نیز ان کے لئے ایک ایسا گھر بھی بنا دیا جائے گا جو اس لائق ہو کہ اس میں جاکر ان سے ملا
کی جاسکے۔

غرض جب موسیٰ مدینہ سے بغداد پہنچے تو حضرت ابوالحسن (امام محمد تقی علیہ
نے قنطرۂ وصیف کے مقام پر پہنچ کر ان سے ملاقات کی انہیں سلام کیا اور کہا دیکھئے اس شخص
نے آپ کو اس لئے بلایا ہے تاکہ آپ کو رسوا اور بدنام کرے۔

موسیٰ نے جواب دیا اب میں کیا کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا دیکھو اپنے رب
نافرمانی کرکے اپنی قدر و منزلت کو نہ گھٹاؤ اور ایسا کام نہ کرو جو تمہیں رسوا اور بدنام کردے ا
لئے کہ اس نے تم کو بلایا ہی اس وجہ سے ہے کہ تمہاری عزت خاک میں ملادے۔ مگر موسیٰ آپ

ماننے سے انکار ہی کرتے رہے آپ نے ہر چند نصیحت کی ہر طرح سمجھایا مگر وہ اپنی بات پر اڑے
رہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ موسیٰ کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تو فرمایا اچھا تو پھر سُن لو
جس مجلس میں وہ تم سے ملنا چاہتا ہے وہ مجلس تمہیں اور اسے تا ابد نصیب نہ ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ موسیٰ بغداد میں تین سال مقیم رہے اور ہر روز صبح سویرے
وہ متوکل کے دروازے پر پہنچتے تو کبھی کہا جاتا امیر المومنین آج بہت مشغول ہیں۔ کبھی کہا جاتا
کہ اس وقت نشہ میں ہیں۔ کبھی کہہ دیا جاتا کہ دوائی ہے آرام کررہے ہیں غرض کہ اس طرح تین
سال گزر گئے۔ یہاں تک متوکل کو قتل کردیا گیا اسطرح موسیٰ اور مجلسِ شراب ایک جا جمع نہ ہوسکے۔

(۱۰) بدکردار باپ کی خدمت

بکر بن صالح سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے ایک داماد نے حضرت
ابوجعفر ثانی (امام محمد تقی جواد علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میرا باپ بہت خبیث اور ناصبی ہے میں
اس کی طرف سے بہت سختیاں برداشت کررہا ہوں میں آپ پر قربان اگر مناسب ہو تو میرے لئے
دُعا فرمائیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کیا رائے ہے میں اس کے سامنے کھُل جاؤں یا اس کی دلجوئی میں
لگا رہوں؟ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے خط میں اپنے باپ کے متعلق
لکھا اس سے مطلع ہوا۔ میں انشاء اللہ تمہارے حق میں دُعا کرنا نہ چھوڑوں گا اور اس کے سامنے
کھُل جانے سے بہتر یہ ہے کہ تم اس کی دلجوئی سے کام لو۔ اس لئے کہ سختی کے بعد آسانی ہوتی
ہے۔ صبر کرو پرہیزگاروں کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ جس سے تم تولا رکھتے ہو اللہ تمہیں اس پر ثابت
قدم رکھے۔ ہم لوگ اور تم لوگ سب کے سب اللہ کی امانت ہیں وہ اس کو ضائع نہیں ہونے
گا۔ بکر کا کہنا ہے کہ پھر اللہ نے اس کے باپ کے دل کو نرم کردیا اب وہ کسی معاملہ میں مخالفت
نہیں کرتا۔

(۱۱) معجزہ طی الارض

علی بن خالد سے روایت ہے جو زیدیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ
میں مقام عسکر (سامرہ) میں تھا مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ایک قیدی ہے۔ جس کو ملک شام سے گرفتار
کرکے یہاں لایا گیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو دعویٰ نبوت تھا علی بن خالد کا بیان ہے کہ میں وہاں
کے پہرہ داروں اور سرداروں کے ذریعہ اس شخص تک پہنچا تو دیکھا کہ وہ شخص کوئی دیوانہ نہیں
بلکہ صاحب فہم و عقل ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تمہارا قصہ اور معاملہ کیا ہے؟ اس نے بتایا

کہ میں شام کا رہنے والا ہوں اور مقام راس الحسین علیہ السلام پر عبادت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں مشغول عبادت تھا کہ ایک شخص آیا۔ اُس نے کہا اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔ چند ہی قدم چلنے کے ہم مسجد کوفہ میں پہنچ گئے۔ اس شخص نے مجھ سے پوچھا کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو۔ میں نے کہا ہاں یہ مسجد کوفہ ہے اس کے بعد ہم دونوں نے وہاں پر نماز ادا کی اور آگے روانہ ہو ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر پہنچ گئے۔ اس مقام پر بھی ہم دونوں نے نماز پڑھی اور چند قدم آگے بڑھے تو مکہ پہنچ گئے۔ یہاں پر ہم نے مناسک حج ادا کئے اس کے بعد دوبارہ روانہ ہوئے تو واپس اپنے مقام پر شام میں راس الحسین علیہ السلام پر تھے۔ مجھے وہاں پہنچا کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

دوسرے سال جب حج کا موسم آیا تو وہ شخص پھر آیا اور مجھے حسب اپنے ہمراہ لے گیا اور تمام زیارات و مناسک حج وغیرہ کرکے مجھے واپس شام پہنچا گیا جب واپس جانے لگا تو میں نے کہا آپ کو اس ذات کا واسطہ کہ جس نے آپ کو یہ قدرت و کرامت عطا کی ہے یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ یہ سُن کر آپ دیر تک گردن جھکائے کھڑے رہے پھر میری طرف دیکھا اور کہا کہ میں محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفرؑ ہوں۔

⑫ بصارت پلٹ آئی

محمد بن میمون کا بیان ہے کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے ساتھ مکہ میں آپ کے خراسان تشریف لے جانے سے پہلے موجود تھا۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرا مدینہ جانے کا ہے اگر آپ نے کوئی خط اپنے فرزند حضرت ابو جعفر کو دینا ہو تو مجھے دیں میں پہنچا دوں گا۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور خط لکھا میں اسے لیکر مدینہ پہنچا اور دروازے پر پہنچ کر دستک دی حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا خادم باہر نکلا اور آپ کے گہوارے کے پاس لے گیا میں نے وہ خط آپ کو پیش کیا۔ آپ نے موفق خادم سے کہا لفافہ چاک کرو اور خط نکالو۔ اس نے لفافہ چاک کرکے خط نکالا۔ آپ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر مجھ سے فرمایا اے محمد تمہاری آنکھ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا فرزند رسول میری آنکھ جاتی رہی ہے جیسا کہ آپ بھی دیکھ رہے ہیں راوی کا بیان ہے۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میری آنکھوں پر مسح کر دیا اور میری بصارت پلٹ آئی میں نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا اور واپس ہوا۔

(مختار الخرائج والجرائح صـ۲۰۸)

⑬ گھٹنوں کا درد دور ہو گیا

ابوبکر بن اسماعیل کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر ابن امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ایک کنیز ہے جو ریاحی مرض میں مبتلا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا اے کنیز تجھے کیا شکایت ہے اس نے عرض کیا میرے گھٹنوں میں ریاحی درد ہے آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کے گھٹنوں کو کپڑے کے اوپر سے مس کیا وہ کنیز فوراً اچھی ہو گئی۔ پھر اس کے بعد اس کے گھٹنوں میں کبھی درد نہ ہوا۔

⑭ مسیحا

محمد بن عمیر بن واقد رازی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں اپنے بھائی کو لے کر گیا اس کو سانس کی شکایت تھی اس نے آپ سے اپنی شکایت بیان کی آپ نے فرمایا جاؤ اللہ تمہاری شکایت دور کر دے گا۔ اب جب ہم لوگ آپ کے پاس سے واپس ہوئے تو وہ صحت یاب ہو چکا تھا پھر اس کے بعد اس کو یہ شکایت مرتے دم تک نہیں ہوئی۔

محمد بن عمر کا بیان ہے کہ میری کمر میں ہر ہفتہ درد ہو جایا کرتا تھا اور یہ درد کچھ دنوں سے شدت اختیار کر چکا تھا میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں یہ تکلیف دور ہو جائے آپ نے فرمایا جاؤ اللہ نے تمہاری یہ تکلیف دور کر دی۔ اس کے بعد پھر وہ تکلیف مجھے اب تک نہیں ہوئی۔

⑮ ایک اعجاز

اسماعیل بن عباس ہاشمی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ عید کے دن حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے تنگی معاش کی شکایت کی تو آپ نے اپنے مصلیٰ کا ایک گوشہ اٹھایا اور مٹی کے اندر سے سونے کی ایک ڈلی نکالی اور مجھے دی میں اُسے بازار لے کر گیا تو وہ وزن میں سولہ مثقال تھی۔

(مختار الخرائج والجرائح صـ۲۰۹)

بکر بن صالح نے محمد بن فضیل صیرفی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے

روایت کی گئی ہے کہ جب ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کوفہ کی گلیوں سے گزرے تو دار مسیب کے قریب اترے اس کے صحن میں جنگلی بیر کا ایک درخت تھا جس میں کبھی پھل نہ آتے تھے آپ نے ایک برتن میں وضو کے لئے پانی منگوایا اور اس بیر کی جڑ کے پاس بیٹھ کر وضو فرمایا اور لوگوں کے ساتھ نماز مغرب و عشاء پڑھی اور دو عدد شکر کا سجدہ بجالائے۔ پھر وہاں سے اٹھے اور اس بیر کے درخت کے پاس آئے تو لوگوں نے دیکھا کہ اس میں بہترین پھل آگئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور ان کو چکھا تو وہ بہت شیریں تھے اور اس میں بیج نہ تھے۔ بہر حال لوگوں نے آپ کو رخصت کیا اور آپ مدینہ تشریف لائے۔

شیخ مفید علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ میں نے بھی اس درخت کے پھل کھائے واقعًا اس میں گٹھلی (بیج) نہ تھی۔

عمارہ بن زید سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت محمد بن علی جوادؑ کے سامنے ایک چینی کا پیالہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عمارہ میں تمہیں اس سے ایک چیز دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے اس پیالہ پہ اپنا ہاتھ رکھا وہ پگھل کر پانی ہوگیا۔ آپ نے اس کو پھر ایک پیالے میں جمع کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے مس کیا پھر وہ پیالہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہوگیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو قدرتِ امام ایسی ہونی چاہیئے۔

زکریا بن آدم سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت آپ کا سن مبارک چار سال سے بھی کم تھا۔ آپ نے آکر اپنا ہاتھ زمین پہ مارا اور چہرہ آسمان کی طرف بلند فرمایا اور دیر تک کچھ سوچتے رہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند کیا سوچ رہے ہو؟ فرمایا میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میری جدہ ماجدہ پر کیسے کیسے مظالم ہوئے خدا کی قسم جی چاہتا ہے کہ میں ان ظالم لوگوں کو نکالوں۔ انہیں جلاؤں اور ان کی راکھ سمندر میں بہادوں۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ان کو اپنے قریب بلایا ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان واقعًا تم ہی امامت کے اہل ہو۔

(۱۶) علم مافی الضمیر

ہمارے اصحاب میں سے ایک بزرگ جن کا نام عبداللہ بن زرین تھا ان کا بیان ہے

کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں یہ بھی تحریر کیا کہ بتلایئے کیا آپ کے پاس سلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں؟ خط تو لکھ لیا مگر اس کو بھیجنا بھول گیا (وہ میرے پاس ہی پڑا رہ گیا) تو آپ نے مجھے خط تحریر فرمایا۔ اس میں ضروری امور تحریر فرمائے پھر آخر میں آپ نے تحریر کیا کہ میرے پاس رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسلحے ہیں اور وہ تبرکات ہم لوگوں میں ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ ہم لوگ جدھر جاتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ جاتا ہے اور یہ تبرکات ہر امام کے پاس رہتے ہیں۔

نیز میں مکہ میں تھا مگر اپنے دل میں ایک ایسی بات چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب میں مدینہ پہنچا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا اور فرمایا۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ بکر بن صالح نے محمد بن فضیل سے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں وہ بات کسی کو نہ بتاؤں گا۔

نیز راوی کا بیان ہے کہ میرے ایک پاؤں میں (عرق مدنی) ایک مرض پیدا ہو گیا اس سے پہلے آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہیں یہ مرض ہوگا اسے برداشت کرنا میرے شیعوں میں سے جس کو یہ مرض پیدا ہو اور وہ برداشت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نام ہزار شہیدوں کا ثواب لکھ دے گا۔ جب میں بطن مرہ (ایک مقام) میں پہنچا تو میرے پاؤں میں یہ مرض پیدا ہوگیا اور کئی ماہ اس کی تکلیف رہی دوسرے سال میں نے حج کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا مولا میں آپ پر قربان میرے پاؤں پر کچھ پڑھ کر دم کر دیجیئے اس میں بہت درد ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں مجھے وہ پاؤں دکھاؤ جو صحیح ہے میں نے وہ پاؤں دکھایا آپ نے اس پر دعا دم کردی جب آپ کے پاس سے اٹھا تو اس صحیح پاؤں میں بھی درد ہوگیا میں نے دل میں کہا آپ نے تو درد سے پہلے اس پر دُعا دم فرمائی تھی۔ مگر بعد میں وہ بھی صحیح ہوگیا۔

ابو مسلمہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بہت گراں گوش اور بہرہ تھا۔ میں نے آپ سے اپنا حال بیان کیا آپ نے مجھے قریب بلایا اور اپنا دست مبارک میرے کانوں پر مس کر کے فرمایا اب سنو اور اچھی طرح سنو راوی کا بیان ہے کہ جب سے آپ نے دعا فرمائی میں لوگوں کی خفیف سے خفیف آواز بھی سننے لگا۔

کریں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاور تھا۔ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کا دستور تھا کہ وہ روزانہ زوال کے وقت مسجد رسول میں تشریف لاتے اور مسجد کے باہر چٹان کے پاس سواری سے اُترتے وہاں سے سیدھے قبر رسول تک آتے اور وہاں سے پھر بیت فاطمہ تک جاتے۔ وہاں نعلین مبارک اتارتے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ ایک دن میرے جی میں آیا کہ جب آپ اپنی سواری سے اتریں گے میں بڑھ کر آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا لوں اس ارادہ سے میں وہاں جا کر بیٹھ گیا اور آپ کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

جب زوال کا وقت آیا تو آپ اپنی سواری پر تشریف لائے اور نہیں اترے جہاں ہر روز اترا کرتے تھے اور آگے بڑھ گئے اس چٹان پر اُترے جو دروازہ مسجد پر تھی۔ پھر وہاں سے سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور پھر قبر مطہر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور وہاں سے آگے بڑھے۔ آہستہ آہستہ چلتے جب اس مقام پر پہنچے جہاں روزانہ نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے اپنا یہ روزانہ کا معمول میں نے دل میں سوچا اچھا جب آپ اپنا نعلین مبارک اتار کر چلیں گے تو وہاں آپ کے پاؤں کے نیچے کے سنگریزے اٹھا لوں گا۔

مگر دوسرے دن جب زوال کے وقت تشریف لائے تو اس چٹان سواری سے اُترے قبر رسول پر پہنچے وہاں سلام کیا پھر اس مقام پر پہنچے جہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے نعلین مبارک نہیں اُتاری اور اس کے بعد چند دنوں تک آپ کا یہی معمول رہا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہاں مجھے اس کا موقع نہیں ملے گا۔ اب حمام جب آپ حمام میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر آپ حمام تشریف لائے تو مع سواری کے سیدھے کپڑے اتارنے کی جگہ پہنچے اور چٹائی پر سے اُترے۔ میں نے حمام والے سے پوچھا تو اس نے کہا۔ بخدا وہ ایسا تو کبھی نہیں کرتے تھے آج یہ نئی بات ہے۔ میں انتظار میں بیٹھا رہا کہ حمام سے نکلیں گے تو سواری تک جائیں گے میں پاؤں کی خاک اٹھا لوں گا۔ مگر آپ نے سواری اندر منگوالی لباس تبدیل کرنے چٹائی پر کھڑے رہے اور وہاں سے سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ میں نے دل میں کہا بخدا میں نے مولا کو بہت اذیت پہنچائی۔ اب میں کبھی بھی آپ کے پاؤں کی خاک اٹھانے کا ارادہ نہ کروں گا۔ اس کے بعد آپ جب وقت زوال تشریف لائے تو پھر اسی مقام پر سواری سے اترے جس مقام پر ہمیشہ اترا کرتے تھے۔

(۱۷) ——— مسیحائی

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے آنکھ کی تکلیف کی شکایت کی آپ نے ایک کاغذ لیا اور حضرت امام محمد تقی ابو جعفر علیہ السلام کے نام ایک چھوٹا سا پرچہ لکھا۔ خادم کو دیا اور مجھ سے کہا کہ اس کے ساتھ چلے جاؤ مگر یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ میں خادم کے ساتھ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس آیا خادم نے وہ خط آپ کے سامنے کھول کر پیش کیا۔ آپ نے ایک نظر اس خط پر ڈالی اور آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کئی مرتبہ فرمایا تم اچھے ہو گئے تم اچھے ہو گئے اور آپ کے فرماتے ہی ساری تکلیف جاتی رہی اور اب مجھے اتنا نظر آنے لگا جتنا کسی کو نظر نہ آتا تھا۔

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا اے صاحب فطرس کے شبیہ آپ کو واقعتاً اللہ تعالیٰ نے اس امت میں ایسا ہی بزرگ بنایا ہے جیسا بزرگ اللہ نے حضرت عیسیٰ کو بنی اسرائیل میں بنایا تھا۔ میں وہاں سے واپس ہوا۔ اور میری نگاہ ایک عرصہ تک بالکل درست رہی مگر جب میں نے لوگوں سے اس راز کو افشا کر دیا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے میری آنکھ کے لئے دُعا کر دی تھی۔ تو میری آنکھ میں وہی تکلیف پھر شروع ہو گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن سنان سے پوچھا تم جو شبیہ صاحب فطرس کہا اس کا کیا مطلب تھا؟ اس نے کہا ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے ایک فرشتے پر جس کا نام فطرس تھا ناراض ہوا اور اسکے پر و بال توڑ دیئے اور اسے ایک جزیرے میں ڈال دیا۔ جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل کو مبارک بادی کا پیغام دے کر بھیجا جبرئیل فطرس کے دوست تھے۔ اس جزیرے کی طرف سے گزرے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوٹا نواسہ حسین پیدا ہوا ہے۔ اللہ نے مجھے مبارکباد دے کر بھیجا ہے اگر کہو تو میں تمہیں اپنے بازوں پر اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلوں وہ تمہاری سفارش کر دیں گے؟ فطرس نے کہا بہت بہتر۔ جبرئیل نے اسے اپنے بازوں پر اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ پھر فطرس کا واقعہ بیان کیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرس سے کہا جاؤ میرے نواسے حسین کے گہوارے سے اپنے بازوں کو مسح کر لو۔ فطرس

نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بازوں کو پھر جوڑ دیا اور اسے دوبارہ ملائکہ کے ساتھ اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

رجال کشی صہ۲۴

شاذویہ بن حسن بن داؤد قمی راوی ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت میری عورت حاملہ تھی میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرزند نرینہ عطا فرمائے یہ سُن کر آپ تھوڑی دیر گردن جھکائے رہے۔ پھر فرمایا جاؤ اللہ تم کو فرزند نرینہ عطا فرمائے گا یہ آپ نے تین بار فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں مکہ آیا اور خانہ کعبہ کی طرف گیا محمد بن حسن بن صباح میرے پاس چند آدمیوں کی طرف سے ایک بلاوے کا خط لے کر آیا۔ جن میں صفوان بن یحییٰ و محمد بن سنان اور ابن عمیر وغیرہ تھے۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے ان لوگوں سے بتایا محمد تقی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا تم کو خوب یاد ہے آنجناب نے فرزند ذکر فرمایا تھا۔ یا فرزند کی؟ میں نے کہا مجھے تو ذکر یاد آتا ہے۔ ابن سنان نے کہا غیر تمہارے ہاں لڑکا ضرور پیدا ہوگا مگر یا مرا ہوا پیدا ہوگا یا فوراً پیدا ہوتے ہی مر جائے گا لوگوں نے محمد بن سنان سے کہا ہم لوگ بھی وہی سمجھے جو تم سمجھے ہو ہم نے دل میں سوچا ہم نے اس بیچارے کو ناحق دکھ پہنچایا۔ ابھی میں خانہ کعبہ کے پاس ہی تھا کہ ایک شخص دوڑا آیا اور بولا جلدی چلیں آپ کی زوجہ قریب بہ مرگ ہے میں فوراً بھاگا اور دیکھا کہ وہ مرنے کے قریب ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں اس کے ایک مردہ لڑکا پیدا ہوا۔

رجال کشی صہ۸۶

ابو ہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مقام سنان میں حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ پر قربان مجھے مٹی کھانے کی عادت پڑ گئی ہے آپ دُعا فرمائیں یہ سُن کر آپ خاموش رہے پھر کچھ دنوں کے بعد آپ نے فرمایا اے ابو ہاشم اللہ نے تمہاری مٹی کھانے کی عادت چھڑا دی میں نے عرض کیا جی ہاں اب تو سب سے زیادہ مجھے اس سے نفرت ہے

مختار خرائج والجرائح

کتاب ارشاد میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔ کافی جلد ا صہ۴۹۵

اعلام الوریٰ میں بھی ابو ہاشم کی یہ روایت مذکور ہے۔ ارشاد صہ۳۰

ابو ہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد تقی جواد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا فرزند رسول میرے باپ کا انتقال ہوگیا ہے اس کے پاس بہت رقم تھی مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ یہ رقم کہاں رکھ کر مرا ہے اور میں کثیر العیال ہوں اور آپ لوگوں کا دوست دار ہوں میری مدد فرمائیں۔ حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام نے فرمایا جب تم نماز عشاء سے فارغ ہو تو محمد و آل محمد پر درود بھیجو تمہارا باپ خواب میں آکر تمہیں بتا جائے گا کہ رقم کہاں رکھی ہے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ باپ نے کہا بیٹے وہ رقم فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے اسے لے لو اور فرزند رسول سے جاکر بتا دو کہ میں نے خواب میں اس رقم کی نشاندہی کردی ہے۔ باپ کی نشاندہی پر اس شخص نے وہ رقم لی اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں آکر اس نے بتایا کہ میرے باپ نے خواب میں مجھے اس رقم کی نشاندہی کردی اور کہا ہے کہ اس خدا کا شکر جس نے آپ کو اتنا مکرم بنایا اور آپ کو امامت کے لئے منتخب فرمایا۔

مختار الخرائج والجرائح صہ۲۳

⑱ —— یہ فطرس والے ہیں

احمد بن محمد بن ابی نصر اور محمد بن سنان ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ مکہ میں تھے اور حضرت ابو الحسن امام رضا علیہ السلام بھی وہیں تھے۔ ہم لوگوں نے آپ سے عرض کیا ہم آپ پر قربان اب ہم لوگ یہاں سے نکلنے والے ہیں اور آپ کا قیام ابھی یہاں رہے گا لہٰذا اگر مناسب ہو تو حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کو ایک خط تحریر فرما دیں تاکہ ان کے پاس قیام کریں آپ نے خط لکھ دیا ہم لوگ وہ خط لے کر مدینہ پہنچے اور موفق (خادم) سے کہا ذرا حضرت ابو جعفر کو باہر لاؤ وہ انہیں باہر لایا۔ آپ موفق کی آغوش میں سینے سے لگے ہوئے تھے۔ آپ اس خط کو پڑھتے کبھی اس کو تہہ کرتے اور کبھی مسکراتے یہاں تک کہ آپ نے اس خط کو آخر تک اس طرح پڑھا کہ اوپری حصہ کو تہہ کرتے اور نچلے حصے کو کھولتے جاتے۔

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ جب پورا خط پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا "نجات یافتہ نجات یافتہ" احمد کا بیان ہے کہ ابن سنان نے کہا واقعتاً یہ فطرس والے ہیں۔ یہ فطرس والے ہیں۔

(رجال کشی صہ۴۷۸)

(۱۹) اکلوتے فرزند

احمد بن محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام
نے میرے پاس اپنے ایک غلام کو خط دے کر بھیجا جس میں حکم تھا کہ مجھ سے آکر ملو۔
حاضر ہوا۔ وہ اسوقت مدینہ میں خانہ بزیع کے اندر مقیم تھے میں اندر داخل ہوا سلام کیا آ
نے صفوان اور محمد ابن سنان وغیرہ کا تذکرہ کیا جن کے متعلق وہ اکثر لوگوں سے
سن چکے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں آپ کو زکریا ابن آدم کی طرف بھی متوجہ کروں
دل میں کہا کہ میں کون ہوتا ہوں کہ اپنے مولا جیسے کو توجہ دلاؤں وہ جو کچھ کر رہے ہیں ا
سے خوب واقف ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو علی سنو ابو یحییٰ جیسے کے معاملہ میں
مناسب نہیں وہ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں رہ چکے ہیں ان کی نظر میں ان کا
مقام تھا۔ اور ان کے بعد میرے نزدیک بھی ان کا ایک مقام ہے۔ اگرچہ مجھے مال
کی ضرورت ہے مگر انہوں نے ابھی تک نہیں بھیجا۔
میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان وہ آپ کے پاس مال خمس بھیج
ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر تم مولا سے ملاقات کرو تو کہہ دینا کہ مال خمس کے بھیج
میرے لئے رکاوٹ صرف میمون و مسافر کا اختلاف ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا
ایک خط اس کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ وہ مال خمس بھیج دے۔ میں آپ کا
کر زکریا کے پاس آیا تو زکریا خود مال خمس لے کر آپ کی خدمت میں پہنچے۔
راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے مجھ سے خود بغیر پوچھے ہوئے ف
اپنا شبہ دور کر لو۔ میرے سوا میرے والد کا کوئی اور فرزند نہیں میں نے عرض کیا آ
صحیح فرمایا میں آپ پر قربان۔ رجال کشی ص
احمد بن محمد نے اپنے باپ سے یہی روایت کی ہے۔ بصائر الدرجات
حسن بن علی دشا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں مدینہ سے
مشربہ مریا میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے ساتھ تھا آپ نے فرمایا ابھی نہ جانا ہمیں
میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کی قمیضوں میں
قمیض آپ سے مانگوں گا مگر نہ مانگ سکا۔ اچھا اب جب وہ پلٹ کر آئیں گے تو مانگ
مگر آپ نے اپنی واپسی سے پہلے ہی بغیر مانگے ہوئے مقام مشربہ میں میرے پاس ایک
بھیجی اور فرستادہ نے آکر کہا کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لو یہ حضرت

رضا علیہ السلام کی قمیض ہے جس میں آپ نماز پڑھا کرتے ہیں۔ الخرائج والجرائح

(۲۰) اخبار بالغیب

ابن ارومہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام
کی خدمت میں پہنچانے کے لئے ایک عورت نے میرے ساتھ کچھ زیورات کچھ نقدیات کر دیئے
اور میں یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اسی عورت کا ہے اس لئے میں نے اس سے اس
کی تفصیل بھی نہیں پوچھی۔ میں سب مال لیکر مدینہ پہنچا اور دیگر اصحاب کے اموال کے ساتھ
میں اس کا مال بھی لے کر مدینہ پہنچا اور سب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت
میں بھیج دیا اور ایک خط میں لکھ دیا کہ فلاں عورت کی طرف سے یہ یہ مال اور فلاں فلاں
لوگوں کی طرف سے یہ یہ مال روانہ خدمت ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا
فلاں فلاں شخصوں کی طرف سے جو تم نے مال بھیجا وہ موصول ہوا نیز دو عورتوں کی طرف سے یہ
یہ موصول ہوا۔ اللہ تمہارا یہ عمل قبول کرے تم سے خوش رہے اور تمہیں دنیا اور آخرت دونوں
میں ہم لوگوں کے ساتھ قرار دے۔
جب میں نے سُنا کہ دو عورتوں کا مال پہنچا ہے تو مجھے شک ہوا کہ کہیں خط تبدیل تو نہیں
ہو گیا ہے کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس میں صرف ایک عورت کا مال ہے۔ یہ دو عورتوں کا
مال کیسا معلوم ہوتا ہے میرے خط پہنچانے والے کی غلطی ہے۔ اب جب میں اپنے وطن
واپس آیا تو وہ عورت آئی اور اس نے پوچھا کیا ہماری بضاعت مولا تک پہنچا دی؟ میں نے
کہا ہاں اس نے کہا اور فلاں عورت کی؟ میں نے کہا کیا اس میں کسی اور عورت کی بھی بضاعت
شامل تھی؟ اس نے کہا ہاں اس میں میری رقم اتنی تھی اور میری فلاں بہن کی اتنی تھی۔ میں
نے کہا ہاں پہنچا دی۔ مختار الخرائج والجرائح
ابراہیم بن سعید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت
امام محمد بن الجواد علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک گھوڑی سامنے سے ہو کر
گزری آپ نے فرمایا آج شب اس گھوڑی کے نر بچہ پیدا ہو گا۔ جس کی پیشانی سفید ہو
گی۔ یہ سُن کر میں نے اجازت چاہی اور اس گھوڑی کے مالک کے ساتھ ساتھ چلا اور مسلسل
رات بھر اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ اسی شب میں اس کے ویسا ہی بچھڑا پیدا ہوا جیسا آپ
نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا اے ابن سعید
کیا پھر تم نے کہا تھا اس میں تمہیں شک تھا اچھا اب سنو تمہارے گھر میں جو تمہاری زوجہ حاملہ

ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا مگروہ کانا (تاریک چشم) ہوگا۔ بخدا اس کے بعد میرا لڑکا محمد پیدا ہوا جو کانا اور یک چشم تھا۔

(۲۱) کنیز کی خریداری

حمیری نے کتاب الدلائل میں صالح بن عقبہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حج کا فریضہ ادا کیا اور حضرت ابو جعفر جواد علیہ السلام سے اپنی مجرد زندگی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تم حرم سے نکلو گے تو ایک کنیز خرید لینا اس سے اللہ تم کو ایک لڑکا عطا فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان کیا آپ اس کی خریداری میں مجھے مشورہ دیں گے۔ فرمایا ہاں جب تمہیں کوئی کنیز پسند آئے تو مجھے اطلاع دینا غرض میں ایک کنیز پسند کر کے آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں آپ پر قربان میں نے ایک کنیز پسند کرلی ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم چلو اور اس کنیز کے قریب کھڑے ہو جاؤ میں آتا ہوں۔ میں بردہ فروش کی دوکان پر پہنچا۔ آپ ادھر سے گزرے اور کنیز پر ایک نظر ڈالی اور آگے بڑھ گئے۔ میں آپ کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا میں نے دیکھ لیا اگر تمہیں پسند ہے تو ضرور خرید لو مگر اس کی عمر بہت کم رہ گئی ہے میں نے عرض کیا پھر میں کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر پسند ہے تو خرید لو۔ دوسرے دن میں پھر بردہ فروش کی دوکان پر پہنچا۔ اس نے کہا اس کنیز کو بخار ہے۔ میں تیسرے دن پھر گیا پوچھا اس نے کہا آج وہ مر گئی اور میں نے اس کو دفن بھی کر دیا۔ میں نے آکر آپ سے اس کے مرنے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا اب کوئی اور دیکھو میں نے ایک کنیز کو پھر دیکھ کر آپ کو اطلاع دی آپ اپنی سواری پر میرے ساتھ چلے میں اس کنیز کے قریب پہنچا۔ آپ ادھر ہو کر گزرے۔ میں وہاں سے پھر آپ کے پاس آیا آپ نے فرمایا ہاں اسے خرید لو میں نے دیکھ لیا ہے۔ آپ کے مشورہ پر میں نے اسے خرید لیا پھر اسی کنیز سے میرا فرزند محمد پیدا ہوا۔

صالح بن عقبہ اصحب سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حج کے لئے گیا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے اپنی تنہا اور مجرد زندگی کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب تم حرم سے نکلو تو ایک کنیز خریدو اللہ تم کو اس سے ایک فرزند عطا کرے گا۔ میں نے عرض کیا میرے ساتھ آپ بھی چلیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ سواری پر سوار ہو کر نخاس (بازار) گئے اور ایک کنیز کو منتخب کر کے فرمایا اسے خرید

لو۔ میں نے اسے خرید لیا اور بحمد للہ اس کے بطن سے میرا یہ بیٹا محمد پیدا ہوا۔ (الخرائج والجرائح)

دلائل طبری میں محمد بن علی شلمقانی سے روایت مرقوم ہے کہ اسحاق بن اسمٰعیل نے اس سال حج کیا جس میں ایک گروہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں گیا تھا اسحٰق کا بیان ہے کہ میں نے ایک پرچہ پر اپنے دس سوالات لکھ لئے تھے کہ میں ان کے لئے آپ سے پوچھوں گا اور میری زوجہ حاملہ تھی میں نے سوچا جب آپ میرے ان سوالات کا صحیح جواب دے دیں گے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ میری زوجہ کے ہاں فرزند نرینہ پیدا ہو۔ الغرض جب سب لوگ اپنے سوالات کر چکے تو میں اٹھا میرے ہاتھ میں وہ پرچہ تھا جس میں میرے مسائل تحریر تھے۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابو یعقوب تم اپنے لڑکے کا نام احمد رکھنا۔ پھر میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام احمد رکھا وہ ایک مدت تک زندہ رہا۔

(۲۲) لہو و لعب سے نفرت

علی بن حسان واسطی المعروف بہ العمش سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں بچوں کے کچھ کھلونے لے گیا۔ جس میں کچھ چاندی کے بھی تھے اور نیت یہ تھی کہ میں یہ سب اپنے آقا حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو بطور تحفہ پیش کروں گا۔ جب سب لوگ اپنے اپنے سوالات کے جوابات پا کر چلے گئے تو آپ اٹھے اور مقام صریا کی طرف چلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا اور آپ کے غلام موفق سے ملا اور اس سے کہا مولا سے اذن باریابی دلا دو۔ آپ نے اجازت دی میں اندر گیا سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا۔ مگر آپ کے چہرے سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو رہا تھا آپ نے مجھے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا۔ میں قریب گیا اور جو کچھ اپنی آستین میں لے گیا تھا وہ سب آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے غصہ کی نظر سے میری طرف دیکھا اور وہ سب کھلونے اِدھر اُدھر پھینک دیئے فرمایا مجھے اللہ نے اس کے لئے نہیں پیدا کیا ہے۔ مجھے لہو و لعب سے کیا مطلب؟ میں نے فوراً معافی چاہی آپ نے معاف کر دیا اور میں باہر نکل آیا۔

صالح بن داؤد یعقوبی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام کو مامون کے استقبال کے لئے شام جانا پڑا تو آپ نے حکم دیا کہ میری سواری کی دم باندھ دی جائے۔ حالانکہ وہ زمانہ شدت کی گرمی کا تھا

پانی دبارش کا کہیں سوال نہ تھا۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا ان کو سواری پر سوار ہونا آتا۔ سواری کی دُم باندھنے کا موقع کوئی اور ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ تھوڑی ہی دُور گئے تھے کہ راستہ بھول کر کسی اور طرف پہنچے اور وہاں کیچڑ میں پھنس گئے۔ جس سے لوگوں کا سارا لباس اور سارا سامان خراب ہو گیا۔ اور آپ کے لباس پر کوئی دھبہ نہ آیا۔
مختار الخرائج والجرائح صـ

اُمیہ ابن علی قیسی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ہم اور حماد بن عیسیٰ مدینہ میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں آپ سے رخصت ہونے کے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا آج نہ جاؤ کل جانا۔ جب ہم لوگ آپ کی خدمت سے نکلے حماد نے کہا میں تو آج ہی جاؤں گا اس لئے کہ میرا سامان روانہ ہو چکا ہے۔ میں نے کہا مگر میں ٹھہروں گا۔ حماد نہیں مانا روانہ ہو گیا اور اسی شب کو وادی میں زبردست طوفان آیا میں وہ ڈوب کر مرگیا اور اس کی قبر اسی وادی میں ہے۔
کشف الغمہ میں اور دلائل حمیری میں امیہ سے اسی کے مثل روایت
(کشف الغمہ جلد ۳ صـ

(۲۳) علم منایا

عمران بن محمد اشعری سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد تقی جواد کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو مسائل دریافت کرنے تھے کر لئے اس کے بعد عرض کیا کہ میری زوجہ (ام الحسن) نے آپ کو سلام کہا ہے اور عرض کیا ہے کہ اگر آپ اپنے لباس سے کوئی لباس مجھے عنایت فرما دیتے تو میں اسے اپنے کفن کے لئے رکھ لیتی۔ آپ نے فرمایا مگر اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض میں آپ کی خدمت سے نکلا مگر سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کے اس طرح فرمانے کا مطلب کیا ہے مگر کچھ ہی دنوں میں اس کی موت کی خبر ملی کہ وہ آج سے تیرہ یا چودہ دن پہلے ہی انتقال کر چکی تھی۔
مختار الخرائج والجرائح صـ ۲۳

دلائل حمیری میں بھی عمران سے ایسی ہی روایت مرقوم ہے۔
اس کا بیان ہے کہ ایک بار میری والدہ نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے مولا سے ان کے جسم کی اتاری ہوئی کوئی قمیض مانگ لانا۔ میں نے آپ سے قمیض مانگی آپ نے فرمایا اب اس کی ضرورت نہیں ہے اس کے بعد یہ اطلاع آئی کہ میری والدہ کا اس دن سے بیس دن پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا۔
(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۲۱)

محمد بن سہیل بن الیسع سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں مکہ کے اطراف میں تھا۔ مدینہ گیا اور حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ تھا کہ آپ کے لباس میں سے کوئی لباس مانگوں گا مگر مانگنا بھول گیا اور رخصت ہو کر واپسی کے ارادے سے نکلا اور دل میں کہا اب خط لکھ کر مانگ لوں گا۔ میں نے آپ کو خط لکھا اور مسجد رسول میں آیا کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں اور استخارہ دیکھ لوں اگر استخارہ آئے تو خط بھیجوں ورنہ اسے چاک کر دوں۔ میں نے استخارہ دیکھا اور استخارہ منع آیا میں نے خط چاک کر دیا اور مدینہ سے نکلا ابھی چلا ہی تھا کہ دیکھا کہ آپ کا ایک فرستادہ آرہا ہے اس کے ایک رومال کچھ کپڑے ہیں وہ مجمع کو چیرتا ہوا اور پوچھتا ہوا آگے بڑھا کہ اس میں محمد بن سہیل قمی کون ہے یہاں تک کہ وہ مجھ تک پہنچا اس نے کہا کہ تمہارے آقا نے تمہارے لئے یہ لباس بھیجا ہے احمد بن محمد بن سہیل کا بیان ہے کہ اللہ کا کرنا یہ کہ میں نے اپنے والد کی موت پر ان کو غسل دیا اور انہیں دونوں چادروں میں کفن دیا جسے آپ نے بھیجا تھا۔
(مختار الخرائج والجرائح صـ ۲۴۳)

سہیل بن زیاد نے ابن حدید سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ حج کے لئے نکلا راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا جب مدینہ پہنچا تو راستہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی۔ میں آپ کے گھر پہنچا اور سارا قصہ سنایا کہ ہم لوگ بری طرح لٹ گئے۔ آپ نے میرے لئے ایک لباس کا حکم دیا اور کچھ دینار عطا فرمائے اور کہا تم اس کو اپنے ساتھیوں میں جن کا مال گیا ہے تقسیم کر دینا۔ میں نے وہ دینار تقسیم کئے تو جس کا جس قدر مال لٹا تھا وہ اسے مل گیا نہ اس سے کم ہوا نہ اس سے زائد۔
(الخرائج والجرائح)

(۲۴) حُسن ورباب سے نفرت

محمد بن ریان کا بیان ہے کہ مامون نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے خلاف ہر چال چل کر دیکھ لی جب کوئی چال کارگر نہ ہوئی تو بالآخر اس نے ایک سو حسین و جمیل خادمائیں طلب کیں جن کے ہاتھوں میں ساغر اور ساغر میں جواہرات جڑے ہوئے تھے تاکہ یہ کنیزیں حضرت ابوجعفر امام تقی علیہ السلام جہاں بیٹھیں یہ ان کے سامنے کھڑی رہیں مگر آپ ان میں سے کسی کی طرف ملتفت نہیں ہوئے۔

ایک شخص جس کا نام مخارق تھا بہت اچھا گاتا بجاتا تھا۔ اس کی لمبی سی داڑھی تھی مامون نے اسے بلایا اس نے کہا یا امیر المومنین اگر کوئی دنیاوی کام ہو تو میں اسے انجام دینے کے لئے کافی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ حضرت ابوجعفر محمد تقی علیہ السلام

کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک ایسی زور دار تان لگائی کہ سب گھر والے جمع ہو گئے اور ا
کے ساتھ وہ عود بجانے اور گانے لگا۔ جب اسے گاتے ہوئے ایک ساعت گزر گئی
امام تقی علیہ السلام گردن جھکائے بیٹھے رہے اس کی طرف ملتفت نہیں ہوئے نہ دا
دیکھا نہ بائیں۔ یکایک آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا اے لمبی داڑھی والے اللہ سے ڈر
ہی مضراب اور عود اس کے ہاتھوں سے گر پڑا پھر مرتے دم تک اس کے ہاتھ عود و مض
اٹھانے کے قابل نہ ہوئے۔ مامون نے پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا
وقت سے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے مجھے ڈانٹا ہے میں ایسا ڈرا ہوں کہ وہ خوف تا ق
میرے دل سے نہ نکلے گا۔

اصول کافی میں محمد بن زیان سے اسی کے مثل روایت ہے

(۲۵) شکر الحمد للہ

ابن سنان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو الحسن امام علی النقی
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے پوچھا اے محمد آل فرج میں کوئی حادثہ رونما
میں نے کہا جی ہاں عمر نے رحلت کی آپ نے فرمایا الحمد للہ علی ذلک (خدا کا شکر ہے)
شمار کیا آپ نے چوبیس مرتبہ خدا کا شکر ہے فرمایا۔ پھر کہا تمہیں معلوم ہے اس نے
پدر بزرگوار کے متعلق کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ میرے پدر عالیمقدار او
کے درمیان کسی مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی اسی اثنا میں اس نے میرے والد سے کہا میر
ہے کہ اس وقت آپ نشہ میں ہیں۔ میرے والد نے کہا پروردگارا اگر تجھ کو علم ہے کہ
روزے سے ہوں تو اس کم بخت کو جنگ اور قید کا مزا چکھا دے۔ خدا کی قسم چند ہی
بعد اس کا مال واسباب سب چھین کر اسے قید میں ڈال دیا گیا اور اب وہاں ہی مر گیا

(۲۶) علم منایا

کتاب نوادر الحکمت میں موسیٰ بن جعفر نے امیہ بن علی سے روا
کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں تھا اور حضرت امام محمد
علیہ السلام کے پاس جایا کرتا تھا اور اس وقت حضرت ابو الحسن موسیٰ رضا علیہ السلام
میں تھے۔ آپ کے اہل خاندان، آپ کے والد کے چچا وغیرہ آپ کے پاس سلام کو
آیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنی کنیز کو بلایا اور کہا جا کر کہہ دو کہ ماتم و عزا کے لئے تیا

ہو جائیں۔ سب لوگ آپ کے پاس آئے اور واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم لوگوں
نے آپ سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ کس کا ماتم اور کس کی صف عزا۔ غرض دوسرے دن آپ
نے پھر ان کو کہہ دیا کہ صف ماتم و عزا کے لئے تیار ہو جائیں۔ وہ لوگ حاضر خدمت ہوئے
اور پوچھا کس کا ماتم اور کس کی صف عزا؟ آپ نے فرمایا اس کی صف ماتم جو روئے زمین پر
سب سے بہتر ہے۔ پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابو الحسن امام علی الرضا علیہ السلام کی خبر وفات
آئی کہ اسی تاریخ کو آپ نے رحلت فرمائی تھی۔

محمد بن عبد اللہ بن مہران کا بیان ہے کہ محمد بن الفرج نے مجھے بتایا کہ
حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے مجھے خط لکھا کہ میرے پاس خمس بھیج دو اب میں سوائے اس
سال کے تم لوگوں سے خمس لینے کے لئے موجود نہیں رہوں گا۔ چنانچہ اسی سال آپ
نے وفات پائی۔

(۲۷) اخبار العلوم

احمد بن علی بن کلثوم سرخسی سے روایت ہے اسکا بیان ہے کہ میں نے اپنے
اصحاب میں سے ایک شخص کو دیکھا جو ابی زینبیہ کے نام سے مشہور ہے اس نے مجھ سے الحکم بن
بشار مروزی کے اور اس کے قصہ کے متعلق دریافت کیا اور یہ بھی پوچھا کہ اسکے
گلے پر نشان کیسا ہے؟ اور میں نے الحکم بن بشار مروزی کی گردن پر ایک نشان دیکھا تھا۔
جیسے معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اس کو ذبح کر دیا ہو۔ میں نے ابی زینبیہ کو جواب دیا کہ میں نے الحکم
بن بشار سے اس نشان کے متعلق پوچھا تھا مگر اس نے کچھ نہیں بتایا۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم سات آدمی بغداد کے اندر ایک ہی حجرہ میں رہا کرتے
تھے یہ حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ایک دن عصر کے وقت الحکم غائب ہو گیا اور
رات گئے تک واپس نہیں آیا نصف شب کو حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی ایک تحریر ہم لوگوں
کے پاس آئی کہ تمہارا ساتھی ذبح کیا ہوا اور ایک چٹائی میں لپٹا ہوا فلاں کوڑے خانہ پر پڑا ہوا
ہے جاؤ اسے اٹھا کر لاؤ فلاں فلاں دوا لگاؤ۔ ہم لوگ گئے اور دیکھا کہ واقعاً جیسا آپ
نے تحریر فرمایا تھا وہ ذبح کیا ہوا پڑا تھا اسے اٹھا لائے اور آپ کے ارشاد کے مطابق
دوا کی وہ اچھا ہو گیا۔

احمد بن علی کا بیان ہے کہ الحکم بن بشار اغیار کے ہاتھ لگ گیا تھا انہوں نے
اس کو ذبح کر کے ایک مزبلہ پر ڈال دیا تھا۔

در رجال کشی صـ ۴۶

ابوزینبیہ سے بھی یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد

(۲۸) سامان کس سے خرید اجائے

ابوہاشم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابوجعفر علیہ ال
نے مجھے تین سو دینار اور ایک تھیلی مجھے دی اور حکم دیا کہ یہ میرے فلاں چچازاد بھائی کے
لے جاؤ اور ... وہ تم سے یہ کہے گا کہ تم ہی بتاؤ میں سامان کس سے خریدوں تم ا
دینا۔ ابوہاشم کا بیان ہے کہ میں وہ دینار کی تھیلی پہنچانے گیا تو انہوں نے کہا اے ابوہا
یہ بتاؤ میں سامان کس سے خریدوں؟ میں نے اسی طرح بتا دیا جیسا کہ امام نے فرمایا
(کافی جلد ا صفحہ ۵

کتاب ارشاد میں بھی ابوہاشم سے یہی روایت ہے۔ (ارشاد
یہی روایت ابن عیاش نے کتاب اخبار ابی ہاشم میں تحریر کی ہے۔ (مناقب
ابوہاشم سے روایت ہے کہ میرے جمال نے اصرار کیا کہ میں حضرت
علیہ السلام سے سفارش کر دوں کہ وہ اسے بھی اپنے کاموں پر لگا دیں۔ جب میں
خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ کے ساتھ بہت لوگ بیٹھے ہوتے ہیں بات ک
نہیں آپ کے سامنے دسترخوان لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے ابوہاشم کھانا کھا
آپ نے میرے بغیر کچھ کہے ہوئے اپنے غلام سے کہا۔ اے غلام ابوہاشم کو جو جمال
اسے اپنے یہاں کسی کام میں لگا دو۔ (کافی جلد ا صفحہ ۵

اعلام الوریٰ میں بھی ابوہاشم کی یہ روایت مرقوم ہے۔
کتاب ارشاد میں بھی ابوہاشم کی یہی روایت مرقوم ہے۔ (ارشاد صفحہ

(۲۹) علم الاخبار

ابراہیم محمد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن ع
ایک خط لکھا اور ہدایت کی جب تک یحییٰ بن عمران کی وفات نہ ہو جائے یہ خط نہ کھو
کا بیان ہے وہ خط میرے پاس کئی برس تک پڑا رہا میں نے اسے نہیں کھولا۔ جب
بن عمران کا انتقال ہوا میں نے وہ خط کھولا اس میں تحریر تھا کہ اٹھو اور جو یحییٰ بن
عمران دیتا تھا وہ تم انجام دو۔
راوی کا بیان ہے کہ مجھے یحییٰ و اسحاق فرزندان سلیمان بن داؤد سے

کہ جس روز یحییٰ بن ابی عمران کا انتقال ہوا اسی روز ابراہیم نے وہ خط قبرستان میں پڑھا۔ اور ابراہیم
کہا کرتا تھا کہ جب تک یحییٰ بن عمران زندہ تھے۔ میں موت سے نہیں ڈرتا تھا۔ یہ بات مجھے حسن
بن عبداللہ بن سلیمان نے بتائی۔ (بصائر الدرجات صفحہ ۲۶۳ جزء ا باب ا ح ۳-۲)
کتاب مناقب میں بھی ابراہیم سے اسی کے مثل روایت ہے۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ صفحہ ۴۹۷

(۳۰) غسل امام بدست امام

ابوصلت ہروی خادم امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک دن صبح
کے وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا جاؤ اس قبہ سے جس میں ہارون دفن
ہے ایک مٹھی خاک دروازے کے قریب سے ایک مٹھی دائیں جانب سے ایک مٹھی بائیں
جانب سے ایک مٹھی صدر سے یعنی ہر جگہ کی مٹی الگ الگ رکھ لو۔
ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے آپکے حکم کے مطابق کیا اور ہر جگہ کی مٹی لا
کر آپ کے سامنے ایک رومال پر الگ الگ رکھ دی آپ نے اس میں سے دروازے کے
قریب والی مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ دروازے کے قریب والی مٹی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں
فرمایا کل میرے لئے یہاں ایک قبر کھودی جائے گی۔ مگر وہاں ایک پتھر کی چٹان نکلے گی اور
کھودنا ناممکن ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ مٹی پھینک دی۔ دوسری مٹی اٹھائی فرمایا
یہ دائیں جانب کی مٹی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہاں کے بعد پھر یہاں میری
قبر کھودی جائے گی۔ مگر وہاں ایک نوکدار چٹان نکلے گی اور وہاں بھی نہ کھد سکے گی۔ آپ
نے اس مٹی کو پھینک دیا۔ تیسری مٹی اٹھائی فرمایا پھر یہاں میری قبر کھودنے کی کوشش
ہوگی یہاں بھی نوکدار چٹان نکلے گی اور وہاں بھی ممکن نہ ہوگا۔ وہ مٹی بھی پھینک دی اور صدر
کی جانب والی مٹی اٹھائی اور فرمایا یہ صدر کے طرف کی مٹی ہے۔ آخر میں یہاں میری قبر
کھودی جائے گی اور مسلسل کھدتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ پوری کھد جائے گی۔ اور
جب پوری قبر تیار ہو جائے تو تم قبر کی تہہ میں اپنا ہاتھ رکھ کر یہ کلمات کہنا اس میں سے فوراً
ایک پانی کا چشمہ ابلے گا اور پوری قبر پانی سے لبریز ہو جائے گی اور اس میں چھوٹی چھوٹی
مچھلیاں ظاہر ہوں گی تم روٹی چور کر کے اس میں ڈال دینا وہ مچھلیاں اسے کھائیں گی اس کے
بعد ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی جو ان تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی پھر وہ بھی غائب ہو
جائے گی جب وہ غائب ہو جائے تو تم پانی پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمات دہرانا سارا پانی اندر جذب
ہو جائے گا اور میری جانب سے مامون سے درخواست کرنا کہ وہ بھی قبر کھودتے وقت موجود

ہے تاکہ اس کا مشاہدہ کرسکے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی مامون کا فرستادہ مجھے بلانے کے
آئے گا تم میرے ساتھ چلنا اور دیکھنا کہ اگر اسکے پاس سے اپنا سر کھولے ہوئے آؤں
تو مجھ سے بات کرنا اور اگر دیکھنا کہ سر ڈھکا ہوا ہے تو بات نہ کرنا۔ ابوصلت کا بیان
کہ ابھی یہ گفتگو تمام ہوئی تھی کہ مامون کا آدمی آیا آپ نے اپنا لباس پہنا اور روانہ
میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب آپ مامون کے پاس پہنچے تو اس نے جھپٹ کر آپ
کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھالیا اس کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا تھا
میں انگور تھے۔ مامون نے اس طبق سے انگور کا ایک گچھا اٹھایا اس کے چند دانے
اور وہ چند دانے چھوڑ دیئے جو زہر آلود تھے پھر امام رضا علیہ السلام سے کہا یہ انگور
میرے پاس تحفہ میں آئے تھے مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ اس میں سے آپ کو نہ کھلاؤں
اس میں سے آپ بھی کھائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے معاف کرو۔ اس نے کہا نہیں نہ
کی قسم آپ کھائیں گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے تین مرتبہ ا
کہا کہ مجھ کو اس کے کھانے سے معاف رکھو اور وہ محمد وعلی کا واسطہ دے کر
کہ آپ اس میں سے کچھ تو کھائیں آپ نے اس میں سے انگور کے تین دانے اٹھا
اپنا سر ڈھانپ لیا اور باہر نکلے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا آپ نے اپنے گھر میں د
مجھے اشارہ کیا کہ دروازہ بند کردو۔ میں نے دروازہ بند کردیا آپ اپنے بستر پر
سو گئے میں آکر مکان کے صحن کے بیچ میں بیٹھ گیا ناگاہ دیکھا کہ ایک صاحبزادے
والے مکان کے اندر آئے اور اگرچہ میں نے ان کو کبھی دیکھا نہ تھا مگر خیال ہوا کہ
رضا علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت محمد تقی جواد ہیں میں نے عرض کیا مولا د
دروازہ تو بند ہے آپ کدھر سے تشریف لائے؟ فرمایا بلا ضرورت سوال نہ کرو
وہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے حجرے کی طرف بڑھے جب امام رضا علیہ السلام
کو دیکھا تو فوراً اُن کی طرف بڑھے انہیں سینے سے لگایا وہ دونوں بستر پر بیٹھ گئے
رضا علیہ السلام نے اپنی چادر دونوں پر ڈال لی اور آہستہ آہستہ باتیں کرتے
جس کو میں سمجھ نہ سکا اس کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے بستر پر لیٹ گئے ا
محمد تقی علیہ السلام نے انہیں چادر اڑھادی پھر باہر صحن میں نکل آئے اور فرمایا
ابوصلت میں نے عرض کیا لبیک فرزند رسول فرمایا تمہارے مولا امام رضا علیہ السلام نے
کہ اللہ تمہیں صبر دے۔ یہ سن کر میں رونے لگا فرمایا مت رو۔ اب غسل کے لئے تخت

ی لاؤ تاکہ انہیں غسل دے دیا جائے۔

میں نے عرض کیا مولا پانی تو حاضر ہے مگر گھر میں کوئی غسل کا تخت نہیں
ہے میں باہر جاکر لاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں توشہ خانہ
میں موجود ہے نکال لاؤ میں اندر گیا تو دیکھا کہ واقعاً غسل کا تخت رکھا ہوا ہے اور اس سے
پہلے میں نے اس گھر میں کوئی تخت نہیں دیکھا تھا میں اسے اٹھا لایا اور پانی بھی لایا۔ فرمایا
اب اِدھر آؤ ہم لوگ امام رضا علیہ السلام کو اٹھا کر تخت پر لٹائیں۔ ہم دونوں نے مل کر
آپ کو اٹھایا اور تخت پر لٹا دیا پھر مجھ سے فرمایا اچھا اب تم باہر چلے جاؤ۔ میں باہر نکل آیا
اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے ان کو تنہا غسل دیا پھر فرمایا کفن اور حنوط لاؤ میں
نے عرض کیا کفن تو کوئی رکھا ہوا نہیں ہے فرمایا توشہ خانہ میں جاؤ وہاں موجود ہے میں اندر
گیا تو دیکھا کہ اس میں کفن اور حنوط دونوں رکھے ہوئے ہیں اسے اٹھا لایا آپ نے اپنے ہاتھ میں
سے کفن پہنایا اور حنوط کیا پھر فرمایا توشہ خانہ میں تابوت رکھا ہوا ہے لاؤ مجھے یہ کہتے ہوئے
شرم آئی کہ اس میں تابوت نہیں ہے بہرحال میں اندر گیا دیکھا تو تابوت بھی موجود تھا حالانکہ اس
سے پہلے میں نے اس میں کوئی تابوت نہیں دیکھا تھا۔ میں اٹھا لایا تو آپ نے حضرت
امام رضا علیہ السلام کو تابوت میں لٹایا اور فرمایا اب آؤ نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ آپ
نے نماز جنازہ پڑھی اسوقت آفتاب غروب ہوچکا تھا اور نماز مغرب کا وقت آگیا تھا۔
آپ نے نماز مغرب وعشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد ہم دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے کہ
دیکھا کہ حجرے کی چھت شگافتہ ہوئی۔ اور تابوت بلند ہوا اور باہر چلا گیا۔ میں نے عرض
کیا مولا و آقا مامون مجھ سے اس کا مطالبہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ آپ نے
فرمایا پریشان نہ ہو وہ ابھی واپس آئے گا جب کوئی نبی مغرب میں انتقال کرتا ہے اور
اس کا وصی مشرق میں ہوتا ہے تو اللہ ان دونوں کو دفن سے پہلے یکجا کر دیتا ہے "غرض
جب رات آدھی سے کچھ زیادہ گزر گئی تو تابوت واپس آیا چھت شگافتہ ہوئی اور تابوت
اپنے مقام پر آکر ٹھہر گیا۔

اس کے بعد جب ہم لوگ نماز صبح پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا اب
دروازہ کھول دو وہ ظالم ابھی ابھی تمہارے پاس آئے گا اس سے کہہ دینا کہ امام رضا علیہ السلام
کا غسل وکفن سب ہوچکا۔ میں دروازہ کھولنے کے لئے گیا اب دیکھا تو آپ غائب
تھے معلوم نہیں کہ کس دروازے سے آئے تھے اور کس دروازے سے تشریف لے گئے اتنے
یں مامون پہنچا اور پوچھا کہ امام رضا علیہ السلام کا کیا حال ہے میں نے کہا اللہ آپ کو

صبر دے وہ انتقال کر گئے۔ یہ سُن کر وہ سواری سے اُترا اپنا گریبان پھاڑا سر پر خاک ڈ[illegible]
اور دیر تک روتا رہا اِس کے بعد کہا اچھا اب تجہیز و تکفین کا سامان کرو میں نے کہا
سب سے فراغت ہو چکی ہے پوچھا یہ سب کس نے کیا؟ میں نے کہا ایک صاحبزاد[ے]
آئے تھے میں اِن کو پہچانتا تو نہیں مگر خیال ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے
صاحبزادے تھے۔

مامون نے کہا اچھا تو پھر اب اِس قبہ کے اندر قبر کھودی جائے
نے کہا مگر انہوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ قبر کھودتے وقت آپ بھی موجود
اُس نے کہا ہاں ہاں میں موجود رہوں گا۔ اِس کے لئے ایک کرسی لائی گئی وہ اِس پر [illegible]
اور حکم دیا کر دروازے کے پاس قبر کھودو۔ قبر کھودنے لگی تو ایک بڑی چٹان بر آم[د]
حکم دیا اچھا ہارون کی قبر کے دائیں جانب قبر کھودو۔ وہاں کھودی گئی تو وہاں سے بھی [ا]
نکیلی چٹان برآمد ہوئی۔ حکم دیا اچھا صدر کی جانب کھودو وہاں کھودی گئی تو آسانی [سے]
قبر کھدنے لگی۔

جب میں قبر کھود کر فارغ ہوا تو میں نے قبر کی تہہ میں ہاتھ رکھ کر آپ
بتائے ہوئے کلمات پڑھے۔ فوراً پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا اس میں بہت سی
ظاہر ہوئیں۔ میں نے اِس میں روٹی چور کر کے ڈالی وہ مچھلیاں اسے کھانے لگیں پھر
بڑی مچھلی نمودار ہوئی جو ان تمام چھوٹی مچھلیوں کو نگل گئی۔ میں نے پانی پر ہاتھ
آپ کے بتائے کلمات پڑھے۔ پانی اندر جذب ہو گیا اور اسی وقت وہ کلمات میر[ے]
حافظہ سے نکل گئے۔ ایک حرف بھی یاد نہ رہا۔ مامون نے کہا اے ابوصلت کیا امام
تم کو اِس کا حکم دیا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں وہ بولا امام رضا علیہ السلام اپنی زندگی
معجزات دکھایا ہی کرتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی انہوں نے یہ معجزہ دکھا دیا۔

مامون نے اپنے وزیر سے پوچھا اِس کا کیا مطلب کیا ہے؟ اِس
کہا میرے ذہن میں تو یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے مثال پیش کر کے تم کو یہ بتایا
اب تم لوگ دنیا میں چند دنوں کے مہمان ہو۔ جس طرح یہ چھوٹی مچھلیاں پھر ایک اور شخص
گا جو تم سب لوگوں کو برباد کر دے گا۔

جب امام رضا علیہ السلام دفن کئے جا چکے تو مامون نے مجھ سے کہا
وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا خدا کی قسم میں بھول گیا۔ میرے حافظہ میں ایک لفظ بھی نہیں
خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں مگر اس نے میری بات کو سچ نہ جانا اور قتل کرنے کی دھمکی د[ی]

[ا]گر نہ بتاؤ گے تو قتل کر دوں گا۔ اور مجھے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ روزانہ مجھے قتل کی
دھمکی دیتا کہ بتاؤ ورنہ قتل کر دوں گا۔ اور میں بار بار حلف سے کہتا رہا کہ میں بھول گیا مجھے یاد
نہیں اس طرح اِس کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور میں بہت دل تنگ تھا چنانچہ میں نے
ایک شب جمعہ کو غسل کیا اور رات بھر عبادت اور رکوع و سجود میں مشغول رہا۔ جب صبح کی نماز
پڑھی تو دیکھا کہ حضرت ابو جعفر محمد تقی جواد علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے
ابوصلت تم بہت دل تنگ ہو رہے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں اے مولا و آقا آپ نے فرمایا
جس طرح تم نے آج اللہ سے دُعا مانگی ہے اگر اِس سے پہلے دُعا مانگی ہوتی تو اللہ اِس سے
پہلے ہی تم کو رہائی دلا دیتا۔

پھر فرمایا اچھا اب اٹھو چلو میں نے کہا کہاں چلوں قید خانے کے دروازے
پر پہرے دار کھڑے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں میں مشعلیں بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا اٹھو
وہ سب تم کو نہ دیکھ سکیں گے اور آج کے بعد وہ لوگ تم کو گرفتار بھی نہ کر سکیں گے۔ آپ
نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ان سب کے سامنے سے نکال لائے اور وہ سب بیٹھے بات
چیت کرتے ہی رہ گئے اور ہمیں نکلتے نہیں دیکھا۔ قید خانے سے باہر نکل کر آپ نے پوچھا
بتاؤ کس جگہ میں جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا میں اپنے گھر ہرات جاؤں گا۔ فرمایا اپنی ردا
اپنے چہرے پر ڈال لو اور میرا ہاتھ پکڑو۔ میرا خیال ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے داہنے
جانب گھمایا پھر فرمایا اچھا اب چہرے سے چادر ہٹا دو میں نے چادر ہٹائی تو وہ غائب تھے
اور میں اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور آج تک میں نہ پھر مامون کے ہاتھ لگ سکا نہ اس
کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ سکا۔ (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

(۳۱) تدفین امام کے لئے

معمر بن خلاد نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی یا ایک دوسرے
شخص نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے (یہ شک ابو علی راوی کا ہے۔)
بہر حال روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے معمر سے کہا اے معمر!
اپنی سواری لو۔ میں نے پوچھا کہاں کے لئے؟ آپ نے فرمایا اپنی سواری پر سوار تو
ہو جاؤ جو کہا جاتا ہے وہ کرو۔ پس میں اپنی سواری پر سوار ہو گیا ہم ایک وادی یا نشیب
[میں] پہنچے (یہ شک بھی ابو علی کی طرف سے ہے) وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا یہیں ٹھہرنا میں
[ٹھہر] گیا اور آپ چلے گئے تھوڑی دیر بعد تشریف لائے میں نے پوچھا آپ کہاں تشریف

لے گئے تھے۔ فرمایا میں ابھی ابھی اپنے پدر بزرگوار کو دفن کر کے آرہا ہوں۔ حالانکہ ان کے والد اس وقت خراسان میں تھے۔

(۳۲) ـــــ قتل امام پر مامون کی ندامت

محمد بن ابراہیم جعفری نے حضرت حکیمہ بنت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ جب میرے بھائی امام محمد تقی علیہ السلام وفات پا چکے تو ایک روز میں ان کی زوجہ اُم الفضل کے پاس ایک ضرورت سے گئی اس وقت امام محمد تقی علیہ السلام کے فضل و شرف و علم و حکمت کا ذکر آیا تو اس نے کہا میں تمہیں حضرت امام محمد تقی بن امام رضا علیہ السلام کے متعلق ایک حیرت انگیز بات بتاؤں۔ کہ ایسی حیرت انگیز بات کبھی کسی نے نہ سنی ہوگی۔ میں نے کہا وہ کیا؟ ام الفضل نے کہا۔ وہ مجھے اکثر ستایا کرتے تھے۔ کبھی کسی کنیز کا تذکرہ کر کے اور کبھی یہ کہہ کر میں دوسرا عقد کرنے والا ہوں۔ اور میں اس کی شکایت مامون سے کیا کرتی اور کہہ دیا کرتے تم برداشت کرو وہ فرزند رسول ہیں۔

ایک شب میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک عورت گھر میں داخل ہوئی میں نے پوچھا تم کون ہو؟ وہ ایک بہت نازک اندام عورت تھی اس نے کہا میں ابوجعفر علیہ السلام کی زوجہ ہوں میں نے پوچھا کون ابوجعفر؟ اس نے کہا محمد تقی ابن رضا علیہ السلام میں نسل عمار بن یاسر میں سے ایک عورت ہوں۔ یہ سُن کر میں مارے غیرت کے جل گئی اور اپنے آپے میں نہ رہی فوراً اٹھی اور مامون کے پاس پہنچی دیکھا کہ وہ شراب کے نشہ میں چور ہیں۔ رات کافی جا چکی تھی۔ میں نے اس سے اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ انہوں نے مجھے بھی بُرا بھلا کہا ہے اور آپ کو بھی بلکہ بنی عباس کو بھی بُرا بھلا کہا ہے اور اس نے بہت سی غلط باتیں کہیں یہ سُن کر اُس کو غیظ آگیا اور شراب کے نشہ کی وجہ سے آپے سے باہر ہوگیا۔ فوراً اٹھا اور اپنی تلوار کھینچی اور قسم کھا کر کہا کہ میں ابھی تلوار سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

میں نے یہ دیکھا تو اپنے کہے پر بہت نادم ہوئی اور اپنے دل میں کہا میں نے خود کو بھی تباہ کیا اور اُن کو بھی تباہ کیا یہ کہہ کر میں مامون کے پیچھے پیچھے دوڑی کہ دیکھوں وہ کیا کرتا ہے۔ مامون اپنی تلوار لئے ہوئے آپ کے پاس پہنچا وہ سو رہے تھے اس نے آپ پر تلوار کے پے در پے وار کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اس کے بعد اپنی تلوار اس کے حلق پر رکھی اور انہیں ذبح کر دیا۔ ادھر میں اور یاسر خادم یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ وہ یہ سب کچھ کر کے واپس ہوا وہ اونٹ کی طرح بلبلا رہا تھا اس کے منہ سے کف جاری تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو وہاں سے بھاگی اور اپنے والد کے گھر آگئی۔ رات بھر مجھے نیند نہ آئی اور صبح ہوگئی۔

ام الفضل کا بیان ہے کہ صبح کے وقت میں مامون کے پاس آئی اب نشہ کافور ہو چکا تھا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے آج رات کیا کیا؟ اس نے کہا نہیں بخدا مجھے تو پتہ نہیں کہ میں نے کیا کیا۔ میں نے کہا آپ ابن رضا کے پاس گئے وہ سو رہے تھے آپ نے اپنی تلوار سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور انہیں ذبح بھی کر دیا اور یہ سب کچھ کر کے واپس آگئے۔ مامون نے کہا تجھ پر ہلاکت ہو یہ تو کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا میں وہی کہتی ہوں جو آپ نے کیا ہے۔ یہ سُن کر مامون نے فوراً یاسر کو آواز دی اے یاسر دیکھ یہ ملعونہ کیا کہتی ہے۔ یاسر نے کہا یا امیر المومنین یہ جو کہتی ہے سچ کہتی ہے آپ نے ایسا ہی کیا ہے۔ مامون نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون لو ہم تباہ ہو گئے ہم رسوا ہو گئے۔ اے یاسر تجھ پر وائے! جلد جا اور جا کر خبر لا کہ ان کا کیا حال ہے۔

یاسر دوڑا ہوا گیا اور فوراً واپس آیا اور کہا یا امیر المومنین مبارک ہو۔ مامون نے پوچھا کیا بات ہے؟ یاسر نے کہا جب میں ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے مسواک کر رہے ہیں۔ ان کے جسم پر قمیض ہے اور لحاف اوڑھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی پھر میں نے چاہا کہ ان کے جسم کو دیکھوں کہ ان کے جسم پر زخم وغیرہ تو نہیں ہیں اس لئے میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی یہ قمیض بطور تبرک مجھے دے دیں یہ سُن کر آپ نے مجھے دیکھا اور مسکرائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اس سے بہتر قمیض دے دوں؟ میں نے کہا نہیں مجھے تو یہی قمیض چاہیئے۔ آپ نے وہ قمیض اتاری تو میں نے بخدا دیکھا کہ ان کے جسم پر کوئی زخم کا نشان وغیرہ نہیں ہے۔ یہ سُن کر مامون سجدہ شکر میں گر پڑا اور اس نے یاسر کو ایک ہزار دینار انعام دیا اور کہا الحمدللہ اس لئے کہ میرا ہاتھ اُن کے خون سے نہیں رنگین ہوا۔

پھر مامون نے کہا اے یاسر جب ملعونہ میرے پاس آئی رونے لگی تو یہ سب مجھے یاد ہے مگر اس کے بعد میرا اُن کے پاس جانا مجھے کچھ یاد نہیں۔ یاسر نے کہا امیر المومنین بخدا آپ نے مسلسل اُن پر تلوار کا وار کیا اور آپ کی لڑکی آپ کو اور انہیں

دیکھتی رہی آپ نے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر اپنی تلوار ان کی گردن پر رک
انہیں ذبح بھی کر دیا تھا۔ اور اُن کے مُنہ سے اس طرح جھاگ نکل رہا تھا جیسے مس
اونٹ کے مُنہ سے جھاگ نکلتا ہو۔ مامون نے کہا اللہ کا شکر پھر مامون نے مجھ سے
اے یاسر خبردار اگر یہ واقعہ تم نے پھر کسی سے کہا تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔
اِس کے بعد کہا اے یاسر امام محمد تقیؑ کو لیجا کر دس ہزار دینار دے
فلاں سواری بھی لے جاؤ اور کہہ دو کہ اس سواری پر سوار ہو کر میرے پاس تشریف لائیں
تمام بنی ہاشم اور سادات اور سرداران لشکر سے کہہ دو کہ وہ سب لوگ ان کے ساتھ سو
کر جلوس کی شکل میں ان کے ساتھ یہاں آئیں۔ مگر پہلے ان کے پاس جائیں انہیں س
کریں۔ یاسر نے ایسا ہی کیا وہ سب آپ کے سامنے حاضر ہوئے آپ نے س
حاضری کا شرف بخشا تمام اشراف وسادات حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے عب
اور حمزہ فرزندان حسن کو اجازت نہیں دی اِس لئے کہ ان دونوں نے مامون کے
آپ کی برائی کی تھی اور بار بار آپ کی چغلخوری کرتے رہے تھے۔ غرض آپ اِس
مجمع کے ساتھ اٹھے اور مامون کے پاس آئے مامون نے بڑھ کر گلے لگا لیا۔
کو بوسہ دیا اور اپنے تخت پر صدر میں آپ کو بٹھایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب
آپکے اطراف میں بیٹھ جائیں۔ اِس کے بعد مامون آپ سے اپنی خطا کی معذ
چاہنے لگا۔

حضرت ابو جعفر نے فرمایا اے امیرالمومنین میں آپ کو ایک نصیح
چاہتا ہوں وہ سُن لیجئے۔ مامون نے کہا بتائیں کیا نصیحت ہے؟ آپ نے فرمایا
رائے یہ ہے کہ اب آپ شراب نوشی ترک کر دیں مامون نے کہا اے ابن عم میں آ
قربان میں نے آپ کی یہ نصیحت قبول کی۔

مختار الخرائج والجرائح ص ۲۰۸

بحار الانوار



باب ۴



بنتِ مامون سے عقد
اور
اِحتجاج ومناظرے

① ــــ مامون اور خطبہ نکاح

خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں تحریر کیا ہے کہ مامون نے اپنی ام الفضل کا عقد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کرتے وقت یہ خطبہ پڑھا۔

سزاوار حمد ہے وہ خدا جس کی مشیت کے سامنے تمام امور میں اس کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ اس اللہ کے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اپنے منتخب بندے محمد علیہ وآلہ وسلم پر۔

اما بعد اللہ تعالیٰ نے نکاح کو نسب وسبب کی تکمیل کا ذریعہ دیا اس سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں نے اپنی دختر زینب کو محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی زوجیت میں دیا۔ اور ان کی طرف سے زینب کا مہر چار سو درہم مقرر کیا

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نو سال چند ماہ کا تھا اس کے بعد مامون مسلسل آپ کا اکرام اور قدر افزائی کرتا رہا۔

(مناقب جلد

② ــــ ام الفضل کے مہر میں مناجات کی ایک نقل

ابراہیم بن محمد بن حارث نوفلی کا بیان ہے کہ میرے والد نے جو امام علی بن موسیٰ علیہ السلام کے خادموں میں سے تھے مجھے بتایا کہ جب مامون نے (ام فضل) کا عقد حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے کر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مامون کو ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا ہر عورت کے لئے اس کے شوہر کے مال میں سے صداق (مہر) ہوتا ہے (مگر ہمارے پاس یہاں کہاں ہے) ہمارے سارے اموال کو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں محفوظ کر رکھا ہے مدت کے بعد ہمیں ملے گا۔ جس طرح تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مال و دولت دینی دنیا میں دے رکھی ہے اس لئے میں تمہاری دختر کو مہر میں الوسائل الی المسائل دے رہا ہوں اور وہ ایک مناجات ہے جو مجھے میرے پدر بزرگوار نے عطا فرمایا تھا

انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ ان کو ان کے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقرؑ نے اور ان کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ابن الحسینؑ نے اور ان کے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علیؑ نے اور ان کو ان کے بھائی حضرت حسنؑ ابن علیؑ نے اور ان کو ان کے پدر بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اور ان کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور ان کو اللہ کی طرف سے جبریل نے لاکر پہنچایا تھا اور کہا تھا کہ اے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ یہ (مناجات) دنیا وآخرت کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اپنے مسائل میں اس کو وسیلہ بناؤ اور اس سے اپنے مقاصد پورے کرو اپنی حاجات روائی کے لئے پڑھو۔ اور اسے دنیاوی حاجات کے لیے استعمال نہ کرنا ورنہ آخرت میں تمہارے حصہ کے اندر اتنی ہی کمی ہو جائے گی اور وہ دس وسائل ہیں (دس مسائل کے لئے) اس سے باب اجابت وا ہوگا اس کے ذریعہ حاجات پوری ہوں گی۔

③ ــــ اختلاف واحتجاج

ریان بن شبیب کا بیان ہے کہ جب مامون نے اپنی دختر ام الفضل کا عقد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے کرنے کا ارادہ کیا اور یہ خبر عباسیوں کو پہنچی تو وہ بہت ناراض ہوئے انہیں یہ بات پسند نہ آئی اور انہیں اس امر کا خطرہ لاحق ہوا کہ جس طرح مامون نے حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اس طرح اب ان کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہے۔ پھر بہت کچھ غور و فکر کے بعد مامون کے انتہائی قریبی رشتہ داروں میں سے چند لوگ مامون کے پاس آئے اور بولے یا امیر المومنین خدا کے لئے اپنی دختر کا عقد امام رضاؑ کے فرزند امام محمد تقیؑ سے کر کے ان کو اپنی حکومت کا حقدار نہ بنا دیجئے۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے خاندان کو عطا کی ہے وہ ہم سے نکل جائے گی اور وہ ساری عزت جو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو دی ہے وہ سب جاتی رہے۔ آپ کو خود معلوم ہے کہ ہم سے اور اس قوم (آل ابی طالب) سے پرانی اور نئی کیا کیا دشمنیاں ہیں۔ اور آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے ان لوگوں کو ہمیشہ اپنے سے دور رکھا اور انہیں ہمیشہ حقیر اور چھوٹا بنائے رکھا مگر آپ نے علی ابن موسیٰ رضا کو اپنا ولی عہد بنا کر سخت مخمصے میں ڈال دیا تھا وہ تو یہ کہیئے کہ اللہ نے ہی ہمیں اس مخمصے سے نکالا مگر اب خدا کے لئے

ہم لوگوں کو پھر تو اس مخمصے میں نہ ڈالیں اور فرزند امام رضاؑ کے متعلق اپنی رائے پر نظر
کریں۔ اور ان کے بدلے اپنے ہی خاندان کا کوئی مناسب لڑکا دیکھ لیں جو آپ کی د
کے لائق ہو۔

مامون نے جواب دیا سنو! آل ابوطالب اور تم لوگوں کے درمیان
تنازعہ ہے اس کے سبب خود تم لوگ ہو۔ اگر واقعتاً تم لوگ انصاف سے کام
تو حقیقت ہے کہ وہ لوگ تم لوگوں سے زیادہ اس کے حقدار تھے اور ہمارے گ
خلفائ نے ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ درحقیقت قطع رحم تھا اور میں اس
اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں ہرگز قطع رحم نہ کروں گا۔ خدا کی قسم میں امام رضاؑ کو اپنا ولی ع
بنانے پر کوئی ندامت محسوس نہیں کرتا بلکہ میں نے تو انہیں یہ پیش کش کی تھی کہ میں
سے دست بردار ہوتا ہوں آپ حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں مگر انہوں نے انک
دیا اس لئے کہ اللہ نے جو مقدر کر دیا ہے وہی ہوتا ہے۔

اب رہ گیا حضرت ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا معاملہ
نے انہیں بھی اس لئے منتخب کیا ہے کہ وہ اہل علم و فضل میں سب سے
ہیں اگرچہ وہ ابھی کمسن ہیں مگر ان کا علم و فضل حیرت انگیز ہے۔ میں نے جو
ان میں دیکھی ہیں وہ سب کو دکھا دوں تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ ہم نے ان
متعلق جو رائے قائم کی ہے بالکل درست ہے۔

لوگوں نے کہا ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان میں صلاحیت پا
مگر وہ ابھی بالکل کمسن ہیں نہ انہیں ابھی کوئی علم ہوگا اور نہ وہ فقہی مسائل سے وا
گے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ابھی انہیں مہلت دیں تاکہ ان کی تعلیم و تربیت ہو جا
کے بعد آپ ان کے ساتھ جو چاہیں کریں۔

مامون نے کہا وائے ہو تم لوگوں پر میں اس بچے کو تم سے بہتر جا
اس خاندان والوں کو علم و ادب سیکھنے کی ضرورت نہیں ان کو منجانب اللہ علم عطا
ہے اور بچپن سے ان کو الہام ہونے لگتا ہے۔ اس بچے کے آبائے کرام علم دین و
میں امت سے تحصیل علم ادب کرنے میں ہمیشہ مستغنی رہے اور اگر تم لوگ چاہو
بچے کو آزما کر دیکھ لو کہ حضرت ابوجعفرؑ میں وہ صلاحیت ہے یا نہیں جو میں
کو بتائی ہے۔

لوگوں نے کہا ہمیں منظور ہے یا امیر المومنین! ہم لوگ خود ان کا امتحان

گے۔ ہمیں موقع دیں کہ ہم لوگ ان سے آپ کے سامنے کچھ فقہی مسائل پوچھ کر دیکھیں
اگر انہوں نے صحیح جواب دے دیا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور ہر خاص و عام
پر یہ واضح ہو جائے گا کہ ان کے متعلق امیرالمومنین نے جو رائے قائم کی ہے وہ
درست ہے۔ مامون نے کہا تم لوگوں کو اختیار ہے جب چاہو آزما لو۔

اس گفتگو کے بعد سب لوگ مامون کے پاس سے نکلے اور پھر ایک
جگہ بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کیا کہ یحییٰ بن اکثم جو اس زمانے میں قاضی القضاۃ ہے وہ
امام محمد تقی علیہ السلام سے چند ایسے فقہی مسائل پوچھیں جن کا وہ جواب نہ دے سکیں
گے یحییٰ بن اکثم سے ان لوگوں نے اس کام کے لئے بہت سے انعام و اکرام کا وعدہ
کیا وہ لوگ مامون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آپ اس کے لئے کوئی دن مقرر کر دیں۔
مامون نے ان کی یہ بات منظور کر لی اور ایک دن مقرر کر دیا۔

اس مقررہ دن پر سب لوگ جمع ہوئے ان کے ساتھ یحییٰ بن اکثم
بھی تھا۔ مامون نے حکم دیا کہ حضرت ابوجعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے لئے مسند
بچھا دی جائے اور اس مسند پر دو تکیے رکھ دیئے جائیں۔ جب یہ انتظام ہو گیا تو
حضرت ابوجعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اس وقت آپ کا سن نو سال اور چند مہینوں کا
تھا۔ آپ مسند پر دونوں تکیوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ یحییٰ بن اکثم آپ کے سامنے
بیٹھا اور مامون آپ کی مسند سے متصل ایک دوسری مسند پر بیٹھا۔ اور سب لوگ
حسب مراتب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔

یحییٰ بن اکثم نے مامون سے کہا کیا امیرالمومنین کی اجازت ہے کہ میں
ابوجعفر علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ مامون نے کہا اگر تمہیں کچھ پوچھنا ہے تو
ابوجعفر سے اجازت لو۔ یہ سن کر یحییٰ بن اکثم حضرت ابوجعفر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا
اور بولا میں آپ پر قربان کیا اجازت ہے کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ آپ
نے فرمایا جو چاہو پوچھو۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا یہ فرمائیے کہ حالت احرام میں اگر کوئی شخص شکار
کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا اگر پہلے تم یہ تو واضح کرو کہ اس نے یہ شکار حل میں کیا
تھا یا حرم میں؟ شکار کرنے والا مسئلہ سے واقف تھا یا ناواقف؟ اس نے عمداً اس
جانور کو مار ڈالا یا دھوکے سے قتل ہو گیا؟ وہ شخص آزاد تھا یا غلام؟ کم سن تھا یا بالغ؟ پہلی

مرتبہ ایسا کیا تھا یا اس سے پہلے بھی ایسا کر چکا تھا شکار پرندکا تھا یا کوئی اور چھوٹا جانور تھا؟ وہ اپنے فعل پر اصرار رکھتا ہے یا پشیمان ہے۔ رات کو پوشیدہ طور پر شکار کیا تھا یا دن دھاڑے؟ احرام عمرہ کا تھا یا حج کا؟

اس مسئلہ میں اتنے گوشے سن کر یحییٰ بن اکثم حیرت میں پڑ گیا۔ اس کے چہرے سے اس کی عاجزی ظاہر ہونے لگی اس کی زبان لڑکھڑانے لگی۔ اس سے کچھ بولا نہ گیا اور سارے مجمعے نے محسوس کر لیا کہ اس کا ناطقہ بند ہے۔ مامون نے کہا اللہ کا شکر کہ اس نے ہم پر کرم کیا ہمیں صحیح رائے قائم کرنے کی توفیق عطا کی اسکے بعد اس نے اپنے اہل خاندان کی طرف رخ کیا اور بولا بتاؤ تم لوگ جوان کے علم و فضل کا انکار کر رہے تھے اب تو تم نے بھی پہچان لیا کہ یہ کون ہیں اور کیا ہیں؟ اس کے بعد اس نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہا اے ابو جعفر تم میری دختر سے نکاح منظور کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا جی یا امیر المومنین مجھے منظور ہے۔ مامون نے کہا اچھا تو پھر آپ اپنی طرف سے خطبہ نکاح پڑھیں ہمیں اپنی قوم کی ناراضگی کی پرواہ نہیں میں دختر ام الفضل کا نکاح آپ سے کروں گا۔

حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا

الحمد للہ اقرارا بنعمتہ ولا الہ الا اللہ اخلاصا لوحدانیتہ

وصلی اللہ علی محمد سید بحریتہ والاصفیاء من عترتہ

اما بعد فقد کان من فضل اللہ علی الانام ان اغناهو بالحلال

عن الحرام وقال سبحانہ وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم

وامائکم ان یکونوا فقراء یغنهم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم

واضح ہو کہ محمد بن علی بن موسیٰ علیہ السلام مامون کی دختر ام الفضل سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور اس کا مہر اتنا ہی ادا کرے گا جتنا مہر اس کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اور وہ پانچ سو درہم تھے پس یا امیر المومنین آپ اپنی اس دختر کا نکاح مجھ سے اتنے مہر کرتے ہیں۔؟

مامون نے کہا ہاں اے ابو جعفر میں نے اپنی دختر ام الفضل کا نکاح آپ سے مہر مذکور پر کیا کیا آپ نے یہ نکاح قبول کیا؟ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا ہاں میں نے اسے قبول کیا اور میں اس پر راضی ہوں۔

اس کے بعد مامون نے حکم دیا کہ ہر خاص و عام حسب مرتبہ اپنی اپنی جگہ بیٹھ جائیں۔

(۴) فقہی مسائل کا جواب

ریان کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں ملاحوں کی جیسی آوازیں ہم لوگوں کے کانوں میں آنے لگیں اور کچھ خدام ایک چاندی کی بنی ہوئی کشتی جس میں ریشم کی ڈوریاں بندھی ہوئی تھیں۔ ایک گاڑی پر جو مختلف اقسام کے عطر و خوشبو سے معمور تھی کھینچتے ہوئے لائے۔ مامون نے حکم دیا کہ سب کی داڑھی میں خوشبو اور عطر لگایا جائے۔ اس کے بعد دستر خوان بچھایا گیا۔ سب نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد ہر ایک کو حسب حیثیت انعام واکرام دیا گیا۔

غرض جب سب لوگ انعام واکرام لے کر رخصت ہو گئے اور اب صرف چند مخصوصین باقی رہ گئے تو مامون نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے کہا میں آپ پر قربان اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان تمام گوشوں کے احکام بیان کر دیں تاکہ ہم لوگوں کو اس سے استفادہ کا موقع مل سکے آپ نے فرمایا بہتر سنیئے :۔

اگر اس شخص نے احرام باندھنے کے بعد حل میں شکار کیا ہے اور وہ شکار پرندہ کا ہے اور بڑا ہے تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے اور ایسا شکار حرم میں کیا ہے تو دو بکریاں ہیں اور کسی چھوٹے پرندہ کا حل میں شکار کیا ہے تو ایک بکری کا بچہ جو اپنی ماں کا دودھ چھوڑ چکا ہو کفارہ دے گا۔ اور اگر حرم میں شکار کیا ہے تو اس پرندہ کی قیمت اور ایک دنبہ کفارہ دے گا اور اگر وہ شکار چوپایہ ہو تو اس کی کئی قسمیں ہیں اگر وہ وحشی گدھا ہے تو ایک گائے۔ اگر شتر مرغ ہے تو ایک اونٹ، اگر ہرن ہے تو ایک بکری کفارہ دے گا۔ اور یہ کفارہ جب ہے کہ حل میں شکار کیا ہو۔ لیکن اگر حرم میں شکار کیا ہے تو یہی کفارے دگنے دینے ہوں گے۔ اور ان جانوروں کو جنہیں کفارے میں دے گا۔ اگر احرام عمرے کا تھا تو خانہ کعبہ تک پہنچائے گا اور مکہ میں قربانی دے گا اور اگر احرام حج کا تھا تو منیٰ میں قربانی دے گا ان کفاروں میں عالم و جاہل دونوں برابر ہیں اور بالارادہ شکار کرنے میں کفارہ دینے کے علاوہ وہ گنہگار بھی ہوگا۔ ہاں بھولے سے شکار کرنے میں گنہگار نہ ہوگا۔ آزاد اپنا کفارہ خود ادا کرے گا اور غلام کا کفارہ اس کا مالک دے گا۔ اور چھوٹے بچے پر کوئی کفارہ نہیں بالغ پر کفارہ دینا واجب ہے اور جو شخص اپنے اس عمل پر نادم ہوگا وہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا۔ لیکن اگر اپنے اس فعل پر اصرار

کرے گا تو آخرت میں بھی اِس پر عذاب ہوگا۔

مامون نے یہ تفصیل سُن کر کہا اے ابو جعفر اللہ آپ کا بھلا کرے
نے بہت اچھی تفصیل دی۔ اب اگر آپ مناسب سمجھیں تو جس طرح یحییٰ بن اکثم
آپ سے سوال کیا تھا آپ بھی اِس سے ایک سوال کرکے دیکھیں آپ نے یحییٰ بن اکثم
کہا کیا میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں؟ یحییٰ نے کہا آپ کو اختیار ہے میں آپ پر
اگر مجھے معلوم ہوگا تو جواب عرض کروں گا ورنہ خود آپ سے استفادہ کروں گا۔ حضرت
ابو جعفر علیہ السلام نے کہا۔

تم اِس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے صبح کو ایک عورت پر نظر
تو وہ اِس پر حرام تھی۔ دن چڑھے حلال ہو گئی۔ پھر ظہر کے وقت حرام ہو گئی۔ عصر
وقت پھر حلال ہو گئی۔ غروب آفتاب پر پھر حرام ہو گئی۔ عشاء کے وقت پھر
ہو گئی۔ آدھی رات کو پھر حرام اور صبح کے وقت پھر حلال ہو گئی۔ بتاؤ ایک ہی دن
اتنی دفعہ وہ عورت اِس شخص پر کس طرح حرام و حلال ہوتی رہی؟

یحییٰ بن اکثم نے کہا نہیں خدا کی قسم میرے پاس اِس سوال کا کوئی
نہیں مجھے معلوم نہیں کہ وہ حرام و حلال کیسے ہوتی رہی۔ اب اِس کا جواب آپ
ہی بتائیں۔

آپ نے فرمایا۔ سنو وہ عورت کسی کی کنیز تھی۔ اس کی طرف صبح
وقت جب ایک اجنبی شخص نے اِس پر نظر کی تو وہ اِس کے لئے حرام تھی۔ دن
اس نے وہ کنیز خرید لی حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت آزاد کر دیا وہ حرام ہو گئی۔ عصر
وقت اس سے نکاح کر لیا وہ پھر حلال ہو گئی۔ مغرب کے وقت اِس سے ظہار کر
پھر حرام ہو گئی۔ عشاء کے وقت ظہار کا کفارہ دے دیا وہ پھر حلال ہو گئی۔ آدھی رات
اِس شخص نے اِس عورت کو طلاق رجعی دی وہ پھر حرام ہو گئی اور صبح کے وقت اِس
طلاق سے رجوع کر لیا وہ پھر حلال ہو گئی۔

یہ جواب سن کر مامون نے اپنے اہل خاندان کی طرف رُخ کیا اور
بتاؤ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اِس مسئلہ کا اِس طرح جواب دے یا اِس
کو حل کر دے جو اِس سے پہلے گزرا۔ سب نے کہا نہیں قسم بخدا امیر المومنین کی رائے
درست ہے۔ مامون نے کہا وائے ہو تم پر یہ اہل بیت رسول ہیں تم لوگوں نے دیکھ لیا
لوگوں کو ساری مخلوق سے زیادہ خصوصی فضل و شرف حاصل ہے اور ان کی کم سنی ان کے فضائل

... میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کو اسلام کی دعوت دی جب کہ ان کا سن صرف
دس سال کا تھا اور آپ نے اِس سن کے کسی شخص کو دعوت اِسلام نہیں دی پھر امام
حسنؑ و امام حسینؑ نے اِس وقت بیعت کی جب یہ دونوں پانچ چھ سال کے تھے اور اِس
سن کے کسی بچے نے بیعت نہیں کی تھی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اِس قوم (اہل بیت رسول)
کو اللہ تعالیٰ نے کن کن خصوصیات سے نوازا ہے۔ یہ ذریت رسول ہیں ان میں سے
ہر ایک دوسرے سے ہے۔ اور وہی فضل و علم جو پہلے میں تھا آخری میں بھی ہے۔
لوگوں نے کہا امیر المومنین نے سچ فرمایا اس کے بعد قوم رخصت ہو گئی۔

دوسرے دن تمام لوگ پھر بلائے گئے اور حضرت ابو جعفر علیہ السلام
بھی تشریف لائے۔ اور تمام لشکر کے سرداروں، دربانوں، خواصوں اور حکومت کے
کارندوں نے مامون اور حضرت ابو جعفر علیہ السلام کو مبارک باد دی۔ اِس کے بعد
چاندی کے تین طبق آئے جن میں مشک و زعفران کی گولیاں تھیں ہر گولی کے اندر
ایک پرچہ تھا جس پر کسی بھاری انعامات و عطایا۔ و جاگیر کے نام تحریر تھے۔ مامون نے حکم
دیا کہ ان گولیوں کو خواص کے مجمع میں لٹا دیا جائے جس شخص کے ہاتھ جو گولی لگی اس نے
اس گولی کو کھولا اِس میں سے جو پرچہ نکلا اور اِس پرچہ پر جس چیز کا نام تحریر تھا اس نے پڑھ
کر اُسے لے لیا۔ اس کے بعد دس ہزار درہموں کی تھیلیاں لائی گئیں جو سرداران لشکر وغیرہ
میں تقسیم ہوئیں پھر مامون نے صدقہ نکالا اور تمام مساکین کو دیا۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۲۹/۲۲۶)

مامون حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی اپنی زندگی بھر بہت
تعظیم و تکریم کیا کرتا اور ہر امر میں ان کو اپنی اولاد اور اپنے اہل خاندان پر ترجیح دیا کرتا۔

محمد بن عون نصیبی سے بھی یہی روایت مرقوم ہے۔

کتاب ارشاد میں ریان بن شبیب سے اِسی کے مثل روایت ہے۔

(کتاب الارشاد ص ۲۹۴/۲۹۲)

⑤ ═══ بابرکت دن

جس روز اُم الفضل بنت مامون کا عقد حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام
سے ہوا۔ ابو ہاشم جعفری نے آپ سے عرض کیا یا مولا آج کا دن تو ہم لوگوں کے لئے بڑا
... رہا۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہاشم یوں کہو کہ آج کے دن اللہ نے ہم لوگوں پر بڑی

برکت عطا فرمائی۔ ابوہاشم نے کہا جی ہاں جی ہاں۔ مگر آج کے دن کیا کہوں۔ فرمایا ا
بات کہو۔ اچھائی ملے گی۔ میں نے عرض کیا میں ایسا ہی کروں گا۔ فرمایا اگر ایسا کر
تو ہدایت پاؤ گے اور بھلائی ہی بھلائی دیکھو گے۔ (تحف العقول ص

⑥ ـــ اُم الفضل کا شکایتی خط

لوگوں نے روایت کی ہے کہ اُم الفضل نے مدینہ سے اپنے با
خط لکھا اور اس میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی شکایت تحریر کی کہ وہ کہتے ہیں
عقد کر کے ہم پر سوت لائیں گے۔ مامون نے اس کے جواب میں تحریر کیا بیٹی
تمہارا عقد حضرت ابو جعفر سے اس لئے نہیں کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے ان کے
حلال کی ہے میں اسے ان کے لئے حرام کر دوں۔ اور خبردار اب آئندہ ا
کی شکایت مجھ سے نہ کرنا۔ (ارشاد ص

⑦ ـــ یحییٰ بن اکثم سے مناظرہ فضیلتِ شیخین پر

روایت کی گئی ہے کہ مامون اپنی دختر اُم الفضل کا عقد حضرت ا
جعفر محمد تقی علیہ السلام سے کرنے کے بعد اپنے دربار میں تھا اور وہیں ح
ابو جعفر و یحییٰ بن اکثم اور شرکا کی جماعت کثیر بھی موجود تھی۔ یحییٰ بن اکثم نے حض
ابو جعفر علیہ السلام کو مخاطب کیا اور بولا فرزند رسول آپ اس روایت کے
کیا کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ہوئے اور کہا یا محمد اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد یہ کہتا ہے ذرا ابوبکر
کیا وہ مجھ سے راضی ہیں۔ میں تو بہر حال ان سے راضی ہوں۔

حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا حضرت ابوبکر کی منزل
میں منکر نہیں ہوں لیکن اس روایت کے راوی پر یہ واجب ہے کہ اس روایت
پیش نظر رکھے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حجۃ الوداع
موقع پر فرمایا کہ میری طرف غلط روایات منسوب کرنے والے بہت ہو گئے ہیں
ابھی اور بھی زیادہ ہوں گے مگر یاد رہے کہ جو شخص میری طرف کوئی جھوٹ

منسوب کریگا۔ وہ اوندھے مُنہ جہنم میں جائے گا۔ لہٰذا تم لوگوں کے سامنے جب کوئی میری
حدیث آئے تو اس کو کتاب خدا اور میری سنت کے مطابق کر کے دیکھو اگر اسے کتاب
خدا اور میری سنت کے موافق پاؤ تو اسے قبول کر لو اور اگر مخالف پاؤ تو اسے چھوڑ دو۔
اب اس مذکورہ روایت کو دیکھا جائے تو یہ کتاب خدا کے موافق نہیں ہے۔ اس
لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید۔ سورہ قٓ آیت نمبر ۱۶

جب اللہ تعالیٰ ہر ایک کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے تو پھر اس سے ابوبکر
کی رضا یا ناراضگی کیسے چھپی رہ گئی کہ وہ رسول اللہ سے کہتا ہے کہ ذرا ابوبکر سے معلوم کر
کے مجھے بتاؤ؟ عقل کے نزدیک تو یہ بات محال ہے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا اور یہ روایت بھی تو کی گئی ہے کہ حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کی مثال زمین پر ایسی ہی ہے جیسے حضرت جبریل و حضرت
میکائیل کی مثال آسمان پر ہے۔

آپ نے فرمایا یہ روایت بھی قابل نظر ہے کیونکہ حضرت جبریل و
حضرت میکائیل یہ دونوں اللہ کے مقرب فرشتے ہیں جنہوں نے کبھی اللہ کی
نافرمانی نہیں کی اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی اطاعت سے روگرداں نہیں ہوئے
لیکن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پہلے مشرک تھے اگرچہ بعد میں اسلام لائے علاوہ ازیں
ان دونوں کی زندگی کا اکثر حصہ مشرک باللہ میں بسر ہوا۔ لہٰذا محال ہے کہ ان دونوں کو
ان دونوں فرشتوں کے مشابہ قرار دیا جائے۔

یحییٰ نے کہا یہ بھی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر یہ
دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

آپ نے فرمایا یہ بھی محال ہے کیونکہ اہل جنت کل کے کل جوان ہوں
گے ان میں کوئی بوڑھا نہ ہوگا۔ یہ روایت بنی امیہ نے اس روایت کے مقابلہ میں
وضع کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام
حسین علیہم السلام کے متعلق فرمایا کہ یہ دونوں سردار جوانان اہل جنت ہیں۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا روایت میں ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب اہل
جنت کے لئے چراغ ہیں؟

آپ نے فرمایا یہ محال ہے کیونکہ جنت میں ملائکہ مقربین و

از آدم تا خاتم تمام انبیاء و مرسلین ہوں گے تو ان لوگوں کے انوار سے تو جنت

کوئی روشنی نہ ہو اور حضرت عمر کے چراغ سے جنت روشن ہو جائے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا اور یہ بھی روایت ہے کہ سکینہ حضرت ع

زبان سے گفتگو کرتا ہے۔؟

آپ نے فرمایا میں حضرت عمر کی منزلت سے انکار نہیں کر

غور کرو کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے کہیں افضل ہیں اور وہ برسر منبر کہتے ہیں

ساتھ ایک شیطان ہے جو مجھے بہکاتا ہے لہٰذا اگر تم لوگ دیکھو کہ میں ٹیڑھا ہو

تو مجھے سیدھا کر لیا کرو۔

یحییٰ ابن اکثم نے کہا اور یہ بھی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ

وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں مبعوث برسالت نہ ہوتا تو حضرت عمر رسو

بھیجے جاتے۔

آپ نے فرمایا اس حدیث کے مقابلہ میں اللہ کی کتاب

سچی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

وَاذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منك و من نوح (سورہ احزاب آیت نمبر ۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا سے عہد و

لیا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے عہد و پیمان کو بدل دے۔ اور انبیاء وہ

نے چشم زدن کے لئے بھی کبھی شرک نہیں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو کیسے

کر بھیجتا جس کی زندگی کا اکثر حصہ آلودہ شرک باللہ رہا۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

نے فرمایا ہے کہ میں اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت آدم اپنی روح و جسد کے

بیچ تھے۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا یہ بھی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآ

کا ارشاد ہے کہ جب کبھی مجھ پر وحی آنی رک جاتی تھی تو مجھے یہ خیال ہوتا کہ اب

آل خطاب (حضرت عمر) پر نازل ہو رہی ہوگی۔

آپ نے فرمایا یہ بھی ناممکن و محال ہے اس لئے کہ اللہ

ارشاد ہے۔

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس (سورہ الحج آیت نمبر ۷۵)

اللہ رسولوں کو منتخب کرتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے منتخب کئے ہوئے

نبی سے نبوت کو ایسے شخص کی طرف منتقل کر دے جس نے شرک کیا ہو۔

یحییٰ بن اکثم نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بھی کی گئی

ہے کہ اگر عذاب نازل ہو تو سوائے حضرت عمر کے کوئی نہ بچے گا۔ آپ نے فرمایا یہ بھی

ناممکن اور محال ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون

سورہ انفال آیت نمبر ۳۳

یعنی اللہ تعالیٰ اس امت میں سے کسی پر عذاب نازل ہی نہ کرے گا

جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان ہیں یا وہ لوگ استغفار

کر رہے ہوں۔ احتجاج طبرسی ص ۲۳۰/۲۹

(۸) رعبِ امامت

برسی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابوجعفر ہاشمی سے روایت

کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک دن میں بغداد میں حضرت ابوجعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام

کی خدمت میں حاضر تھا کہ یاسر خادم حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ شہزادے آپ کو

میری مالکہ ام جعفر یعنی خواہر مامون نے یاد کیا ہے۔ آپ نے خادم سے کہا جاؤ میں ابھی

آرہا ہوں اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اپنی سواری پر بیٹھے اور مامون کی محل کے

دروازے پر پہنچے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپ کی آمد کی اطلاع اندر پہنچی تو ام جعفر

خواہر مامون خود دروازے پر آگئی آپ کو سلام کیا اور کہا اندر آجائیے ام الفضل بنت

مامون کے پاس چلیں۔ میری تمنا ہے کہ میں آپ کو اور اپنی بیٹی ام فضل کو ایک جگہ

بیٹھا ہوا دیکھوں اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ اندر تشریف لے گئے۔ درمیان کے پردے

تھے آپکے سامنے سے اٹھتے جاتے تھے وہاں پہنچ کر فوراً الٹے پاؤں واپس ہوئے اور یہ کہتے

ہوئے کہ فلما رأینہ اکبرنہ (سورہ یوسف آیت ۳۱) (جب عورتوں نے حضرت

یوسف کو دیکھا تو فریفتہ ہوگئیں) آپ وہاں سے نکلے اور آکر بیٹھ گئے۔ ام جعفر خواہر مامون

پسینے دامن کو سمیٹتی ہوئی باہر آئی اور عرض کیا شہزادے آپ نے کرم تو ضرور کیا مگر یہ کرم

تمام نہ ہوا آپ نے فرمایا۔

اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ (سورہ نحل آیت ۱) حکم خدا آیا
ہے تم لوگ جلدی نہ کرو) اور بات کچھ ایسی ہوئی ہے اس کا اعادہ مناسب و بہتر نہیں
جاؤ اور ام الفضل کو بتادو وہ واپس گئی اور اس نے اُم الفضل کو بتایا کہ آپ نے یہ
ہے۔ اُم الفضل نے کہا پھوپھی یہ بات انہیں کیسے معلوم ہوگئی۔ اب اپنے والد کے
میرے مُنہ سے کیسے نہ بد دُعا نکلے اس لئے کہ انہوں نے ایک جادوگر سے میرا نکاح
اس کے بعد بولی اسے پھوپھی جب ان کا جمال مجھے نظر آیا تو مجھے ایام شروع ہوگئے
میرے ہاتھ اپنے کپڑوں پر لگے اور میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر اُم جعفر مبہوت سی ہوگئی اور باہر آ کر
شہزادے ام الفضل کو کیا ہوگیا تھا؟ (یہ عورتوں کے راز کی بات ہے) اس نے کہا
کیا غیب کی بات جانتے ہو؟ فرمایا نہیں پوچھا تو پھر آپ پر وحی نازل ہوئی ہے
نہیں کہا پھر آپ کو اس کا علم کیسے ہوگیا جب کہ اس کا علم اللہ کو ہے یا اُم الفضل
فرمایا اللہ نے مجھے آگاہ کیا تو مجھے علم ہوگیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب اُم جعفر
گئی تو میں نے عرض کیا شہزادے عورتوں کے بلوغ کی پہچان کیا ہے؟ آپ نے
حیض جو اُم الفضل کو آیا ہے۔

بحار الانوار



باب ۵



فضائل و مکارمِ اخلاق

① کم سنی میں تیس ہزار مسائل کا جواب

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس کا بیان
کہ جب حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام نے وفات پائی تو ہم لوگ حج
کے لئے گئے پھر حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے
مختلف شہروں سے آئے ہوئے شیعوں کا ایک بہت بڑا مجمع تھا۔ جو حضرت امام
علیہ السلام کی زیارت کی تمنا میں جمع تھا۔ اسی اثنا میں آپ کے چچا عبداللہ بن
وہاں آگئے۔ یہ ایک سن رسیدہ بزرگ تھے۔ موٹے جھوٹے لباس میں ملبوس
پر سجدے کا نشان وہ بھی آکر وہاں بیٹھ گئے۔ اتنے میں حضرت امام ابو جعفر محمد
علیہ السلام اپنے حجرے سے برآمد ہوئے۔ قصبی قمیض اور قصبی چادر میں ملبوس
میں سفید رنگ کی پاپوش۔ آپ کو آتے دیکھ کر عبداللہ ابن موسیٰ کھڑے ہو گئے اور
ساتھ تمام شیعہ بھی تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ بن موسیٰ نے آگے بڑھ کر آپ
کیا پیشانی کو بوسہ دیا۔ آپ ایک کرسی پر آکر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی کم
کو دیکھ کر سارا مجمع مارے حیرت کے ایک دوسرے کو تکنے لگا۔
مجمع میں سے ایک شخص نے آپکے چچا سے پوچھا اللہ آپ کا بھلا
یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص جانور سے فعل بد کرے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے
عبداللہ بن موسیٰ نے کہا اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا
بھی لگائے جائیں گے۔ یہ سُن کر حضرت امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کو
ان کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھا اور فرمایا۔ چچا خوف خدا کیجئے ورنہ قیامت کے
منزل بہت سخت ہوگی۔ جب اللہ آپکے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپ
جائے گا کہ جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ تھا اس کے متعلق تم نے لوگوں کو فتویٰ
دیا؟ عبداللہ بن موسیٰ نے کہا مولا کیا آپ کے پدر بزرگوار نے یہ فتویٰ نہیں دیا
آپ نے فرمایا وہاں یہ مسئلہ نہیں تھا بلکہ اس شخص نے ایک عورت کی قبر کھو
اس سے زنا کیا اس پر میرے پدر بزرگوار نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کا داہنا ہاتھ قبر کھو
کے جرم میں کاٹا جائے گا اور زنا کے جرم میں کوڑے بھی لگائے جائیں گے اس
کہ میت کی عزت و حرمت بھی اتنی ہی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔ عبداللہ
نے کہا مولا آپ نے سچ ارشاد فرمایا مجھے یاد آگیا اب میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں

لوگوں کو اس گفتگو سے بڑی حیرت ہوئی اور ہر طرف سے آواز آئی میرے مولا اجازت ہو تو ہم
لوگ بھی آپ سے اپنے مسائل دریافت کریں آپ نے اجازت دی اور لوگوں نے اس
ایک نشست میں آپ سے تیس ہزار مسائل دریافت کئے اور آپ نے ان سب کے
جوابات دیئے حالانکہ اس وقت آپ کا سن فقط نو سال کا تھا (اختصاص ص۱۰۲)
علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ قرب و جوار کے
کچھ لوگ حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے پاس آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی آپ نے
اجازت دی وہ سامنے گئے تو ان لوگوں نے ایک نشست میں تیس ہزار مسائل دریافت
کئے آپ نے ان سب کا جواب دیا۔ حالانکہ اس وقت آپ کا سن صرف دس سال کا تھا
(مناقب ص۲۱)
ابراہیم بن ہاشم سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (مناقب جلد۴ ص۳۸۴)
علی سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (کافی جلد۱ ص۴۹۶)
کتاب الجلاء والشفاء میں مروی ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام نے
رحلت فرمائی تو محمد بن جمہور عمی، حسن بن راشد، علی بن مدرک، علی بن مہزیار اور مختلف
شہروں سے کثیر تعداد میں لوگ مدینہ آئے اور اہل مدینہ سے دریافت کیا کہ حضرت امام رضا
علیہ السلام کے بعد ان کا جانشین کون ہے اور کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا بصریا ایک گاؤں
ہے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے جسے حضرت امام موسیٰ بن جعفر
علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔ الغرض ہم لوگ وہاں پہنچے اور داخل قصر ہوئے۔ دیکھا کہ
بہت سے لوگ سر بگریبان گردن جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ہم سب بھی ان کے ساتھ بیٹھ
گئے اتنے میں عبداللہ ابن موسیٰ جو ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے تشریف لائے۔ لوگوں نے
سمجھا کہ یہ امام وقت ہیں۔ پھر سوچا کہ فقہا نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تو یہ
روایت کی ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد اب دو
بھائی کبھی امام نہ ہوں گے۔ لہٰذا یہ ہمارے امام نہیں ہو سکتے۔ الغرض وہ آکر صدر مجلس
میں بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے ان سے مسئلہ پوچھا یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص گدھی سے
بدفعلی کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ انھوں نے جواب دیا اس کا داہنا ہاتھ قطع
کیا جائے گا اور بعد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔ پھر سال بھر کے لئے ملک بدر
کر دیا جائے گا۔ پھر ایک دوسرا شخص اٹھا اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کی بزرگی میں
اضافہ فرمائے یہ بتائیں کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے آسمان کے

ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق انہوں نے جواب دیا۔ اس سے اس نے سر جوزا نسر طائر اور نسر واقع مراد لئے ہیں یعنی تین طلاق۔ اور ہم لوگوں کو ان کے ان فتوؤں پر بڑی حیرت تھی کہ اتنے میں حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام جن کا سن اس وقت آٹھ سال کا تھا تشریف لائے ہم لوگ کھڑے ہو گئے آپ نے آکر سب کو سلام کیا عبداللہ بن موسیٰ صدر مجلس سے اٹھ گئے اور اب صدر مجلس میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بیٹھے آپ نے فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو۔

اذن سوال پا کر پہلا شخص اٹھا اور عرض کیا ایک شخص نے گدھی سے بد فعلی کی اس کے لئے کیا حکم شرع ہے۔ آپ نے فرمایا اس شخص پر حد جاری ہو گی اور وہ اس گدھی کی قیمت ادا کرے گا۔ اور اس کے لئے گدھی یا اس گدھی کے بچوں پر سواری حرام ہو گی۔ اس گدھی کو جنگل میں چھوڑ دیا جائے گا تاکہ وہ وہیں مر جائے اور درندے وغیرہ اس کو کھا جائیں اس کے بعد فرمایا اور وہ حکم شرع جو عبداللہ ابن موسیٰ نے بتایا ہے۔ وہ اس شخص کے متعلق ہے جس نے ایک عورت کی قبر کھود دی اس کا کفن چرایا اور اس کے ساتھ بد فعلی کی۔ تو چوری کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ پھر اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی اگر وہ بے عورت کے ہے تو اس کو شہر بدر کیا جائے گا اور اگر وہ عورت دار ہے تو اس کا قتل اور رجم واجب ہے۔

اب دوسرا شخص اٹھا اور عرض کیا فرزند رسول ایسے شخص کے متعلق کیا حکم شرع ہے جس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دی۔ آپ نے پوچھا تم قرآن پڑھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں فرمایا اچھا سورہ طلاق کی تلاوت کرو۔ واقیموا الشھادۃ للہ۔ سورہ طلاق آیت ۲

اور دیکھو کہ طلاق بغیر پانچ باتوں کے نہیں ہوتی۔ شاہدین عادلین کی گواہی بغیر جماع والے طہر میں صیغہ طلاق کا جاری ہونا اور بالا رادہ اور بالعزم طلاق دینا (ان آیات میں یہی تو ہے) اس کے بعد فرمایا کیا اس قرآن میں ستاروں کی تعداد کے برابر کا کہیں کوئی ذکر ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

اس کو بہت سے مصنفین نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے مثلاً ابوبکر احمد بن ثابت نے اپنی تاریخ ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور محمد بن مندہ بن مہر بذ نے اپنی کتاب میں۔

مناقب آل ابی طالب صفحہ ۳۸۴/۳۸۲

(۲) ـــــ چند سوالات

محمد بن ولید کرمانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے فرزند حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے جو صحرا کی طرف کھلنے والے دروازے پر مو تو د ہے میں پلٹ کر ایک مسافر کے پاس بیٹھ گیا یہاں تک کہ زوال کا وقت آ گیا پھر ہم لوگوں نے اٹھ کر نماز پڑھی۔ ناگاہ اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آہٹ سنی پلٹ کر دیکھا تو حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام تھے میں نے بڑھ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا آپ بیٹھ گئے اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ پھر فرمایا تسلیم کرو میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان میں نے تسلیم کیا آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ میں یہی عرض کیا کہ میں نے تسلیم کیا اور فرزند رسول میں اس پر خوش اور راضی ہوں۔ میرے دل میں جو کچھ شک شکوک تھے وہ اللہ نے دور کر دیئے یہاں تک کہ اگر میں شک پیدا کرنے کی کوشش بھی کروں تو نہیں کر سکتا۔

میں دوسرے دن پھر پہنچا پہلے دروازے سے آگے بڑھ کر اصطبل تک پہنچا وہاں کوئی ایسا نہ تھا جسے میرے آنے کی اطلاع ہو۔ مجھے امید تھی کہ اس طرح میں آپ تک پہنچ جاؤں گا مگر کوئی ایسا نہ ملا جسے اپنا وسیلہ بناؤں ادھر دھوپ سخت ہو گئی اور مجھے بھوک بھی لگی۔ میں پانی پی پی کر اپنی پیاس بجھاتا اور بھوک کو تسکین دیتا رہا۔ ابھی میں اسی حال میں تھا کہ ایک غلام ایک خوان لے کر میرے پاس آیا۔ جس میں طرح طرح کے کھانے تھے۔ اور ایک دوسرا غلام بھی تھا جس کے ہاتھ میں طشت اور لوٹا تھا ان دونوں نے یہ سب چیزیں میرے سامنے لا کر رکھ دیں اور کہا مولا نے حکم دیا ہے کہ کھانا کھا لو میں کھانے لگا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو مولا خود تشریف لائے میں کھڑا ہو گیا حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ میں کھانے لگا آپ نے ایک غلام کی طرف دیکھا اور فرمایا تم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ تاکہ بے تکلف ہو کر کھائے الغرض جب کھانے سے فارغ ہوا تو دستر خوان اٹھا لیا گیا اور غلام نے اٹھ کر چاہا کہ دستر خوان کے گرد جو کچھ پس خوردہ ہے اسے اٹھا لے۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو صحرا میں کا پس خوردہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہاں گھر کے اندر کا پس خوردہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کچھ پوچھنا ہے تو پوچھ لو۔ میں نے عرض کیا میں آپ

پر قربان مشک کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے حکم دیا تھا کہ ان کے لئے مشک نافہ فراہم کیا جائے تو فضل نے آپ کو خط لکھا کہ لوگ اسے آپ کے لئے معیوب سمجھتے ہیں آپ نے اس کو جواب میں تحریر کیا اے فضل تمہیں یہ نہیں معلوم کہ حضرت یوسف علیہ السلام ریشمی زر دوزی کا کام کیا ہوا لباس پہنتے تھے اور طلائی کرسی پر بیٹھتے تھے مگر اس سے ان کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی بھی یہی شان تھی۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ میرے لئے (مشک و عنبر و کافور سے مرکب) ایک خوشبو چار ہزار درہم کی تیار کی جائے۔

پھر میں نے عرض کیا یہ فرمائیں کہ آپ کے دوستوں کو آپ لوگوں کی دوستی میں کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا سنو! حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام تھا جو آپ کی سواری کی لگام تھامتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد رسول میں تشریف لائے اور باہر آپ کا غلام آپکی سواری لئے کھڑا ہوا تھا۔ کہ اسی اثنا میں خراسان سے آپ کے چند دوست دار آئے۔ ان میں سے ایک دوست نے اس غلام سے کہا۔ ذرا اپنے آقا سے جا کر پوچھو اگر وہ اجازت دیں تو جو خدمت تم انجام دے رہے ہو وہ میں انجام دینے کے لئے تیار ہوں میں ان کا غلام بن جاؤں گا۔ اور تم اس کے عوض میرا سارا مال لے لو ویسے میں کوئی غریب نہیں اللہ کے فضل سے میں بہت دولت مند ہوں۔ ہر طرح کا ساز و سامان مال و دولت میرے پاس ہے تم خراسان جا کر سب کچھ لے لو۔ اور میں یہاں تمہاری جگہ تمہارے آقا کی غلامی کروں گا۔ غلام نے جواب دیا اچھا میں ابھی جا کر پوچھتا ہوں۔

وہ غلام مسجد میں آپ کے پاس گیا اور عرض کیا مولا آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنے عرصے سے آپ کی خدمت کر رہا ہوں اس وقت اللہ نے مجھے ایک بہت اچھا موقع دیا ہے کیا آپ مجھے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھانے دیں گے؟ آپ نے فرمایا میں خود اپنے پاس سے تمہیں دوں گا۔ دوسرے کے پاس نہ جانے دوں گا۔ اس غلام نے اس مرد خراسانی کا واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا اچھا اگر تمہیں ہماری خدمت پسند نہیں اور وہ مرد خراسانی ہماری خدمت کرنا چاہتا ہے تو تمہیں منظور ہے تم جا سکتے ہو۔ وہ خادم آپ کے پاس سے واپس ہوا تو آپ نے آواز دی ذرا ایک بات سنتے جاؤ ویسے جانے نہ جانے کا تمہیں پورا اختیار ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق نور خدا سے ہوگا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگا اور ان کے بعد ائمہ کا تعلق امیر المومنین سے ہوگا اور ہمارے شیعہ لوگوں کا تعلق ہم لوگوں سے ہوگا۔ ہمارے ساتھ وہ لوگ بھی جنت میں اسی درجہ میں ہوں گے جس درجہ میں ہم لوگ ہوں گے۔ جہاں ہم لوگ وارد ہوں گے وہاں یہ لوگ بھی وارد ہوں گے۔

غلام نے کہا اب نہیں جاؤں گا۔ یہیں رہوں گا اور آپ لوگوں کی خدمت کروں گا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ مسجد سے نکلا اور اس مرد خراسانی کے پاس آیا مرد خراسانی نے کہا کیا بات ہے جاتے وقت تمہارے چہرے کا رنگ کچھ اور تھا اب اس وقت رنگ کچھ اور ہے اس غلام نے اس سے اپنی ساری گفتگو بیان کی جسے سنکر وہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اس مرد خراسانی نے غلام کو ایک ہزار دینار دیئے پھر کھڑا ہوا امام سے رخصت چاہی اور دعا کی درخواست کی آپ نے اس کے لئے دعا کی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا مولا اگر میرے اہل و عیال مکہ میں نہ ہوتے تو جی چاہتا تھا کہ آپ کی ڈیوڑھی پر کچھ دنوں قیام کروں مگر اب تو اجازت دیں۔ آپ کے سامنے ایک نقدیات کا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے تم لے لو۔ میں نے تکلف کا اظہار کیا آپ مسکرائے اور فرمایا لے جاؤ تمہیں اسکی ضرورت پڑے گی۔ میں اسے لے کر اپنی قیام گاہ پر آیا اب دیکھا تو واقعاً جس وقت مکہ آنے لگا تو خرچ کے لئے رقم کم تھی اور مجھے اس کی ضرورت پڑی۔

③ اعجاز امام

جب حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام مامون سے رخصت ہو کر بغداد سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ام الفضل بنت مامون بھی تھی۔ وہ منزلیں طے کرتے ہوئے جب کوفہ پہنچے تو ایک مجمع آپ کے ساتھ ہو لیا۔ قریب بہ غروب آفتاب آپ دار مسیب پر آئے وہاں شب کو قیام فرمایا۔ نماز کے لئے مسجد میں آئے اس کے صحن میں کھجور کا ایک درخت بالکل خشک کھڑا ہوا تھا آپ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور اس درخت کی جڑ میں بیٹھ کر وضو کیا لوگوں کے ساتھ با جماعت نماز مغرب

ادا کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد اذا جاء نصر اللہ کی قرآت فرمائی دوسری رکعت میں
سورہ الحمد اور سورہ قل ہو اللہ احد کی تلاوت کی۔ رکوع سے پہلے قنوت پڑھا اور تیسری
رکعت میں تشہد و سلام پھر تھوڑی دیر بیٹھے تسبیح پڑھی اور بغیر تعقیبات پڑھے
کھڑے ہوئے چار رکعت نوافل پڑھی اور اس کے بعد تعقیبات پڑھیں سجدہ شکر
بجالائے اور باہر نکلے جب اس درخت کے پاس پہنچے تو لوگوں نے دیکھا وہ خوب
سرسبز و شاداب ہے اسمیں خوب پھل آئے ہوئے ہیں۔ لوگوں کو سخت تعجب ہوا پھر
کر اس درخت کی کھجور کھائی تو نہایت لذیذ جس میں گٹھلی کا نام نہیں تھا۔ اس
آپ کوفہ سے روانہ ہو کر مدینہ آئے اور وہاں رہنے لگے یہاں تک کہ ۲۲۵ھ میں
معتصم نے آپ کو مدینہ سے پھر بغداد بلایا اور پھر بغداد میں رہے اور آپ نے
اسی سال ماہ ذی العقدہ میں بغداد ہی میں انتقال فرمایا اور اپنے جد بزرگوار کی
پشت کی طرف دفن ہوئے۔ (ارشاد صفحہ ۳۰۴)

④ ═ برادر ایمانی سے سلوک

احمد بن زکریا صیدلانی نے اہل لسبت کے قبیلہ بنی حنیفہ کے
ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ جس سال حضرت ابوجعفر امام
محمد تقی علیہ السلام نے حج ادا کیا میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور یہ معتصم کی خلافت
کا ابتدائی دور تھا میں آپ کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا ہوا تھا وہاں بہت سے
والیان خلافت بھی موجود تھے میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہمارے
علاقہ کا والی ایک ایسا شخص ہے جو آپ اہل بیت کا دوست دار اور محب ہے اور
مجھ پر اس کی تحصیل کا خراج باقی ہے میں آپ پر قربان اگر مناسب سمجھیں تو اسے ایک
پرچہ تحریر کر دیں کہ وہ مجھ پر کرم کرے۔ آپ نے فرمایا میرا اس کا تعارف نہیں ہے
میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان یقین سمجھئے وہ ویسا ہی ہے جیسا میں نے عرض
کیا یعنی وہ آپ اہل بیت کا محب ہے اور آپ کے ایک پرچہ سے مجھے بڑا
فائدہ ہو جائے گا۔ آپ نے کاغذ لیا اور ایک پرچہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد حامل رقعہ ہذا نے بتایا ہے کہ تم ایک اچھے
مذہب کے پیرو ہو تم اپنے برادران مومن کے ساتھ حسن سلوک کرو اور یہ جان لو اللہ تعالیٰ
ایک ایک ذرہ اور ایک ایک رائی کا تم سے سوال کرے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں وہ پرچہ لے کر سجستان پہنچا تو خط
سے پہلے اس کی خبر حسین بن عبداللہ نیشاپوری کو جو اس وقت وہاں کا والی تھا
پہنچ چکی تھی۔ اس نے شہر سے دو فرسخ آگے بڑھ کر میرا استقبال کیا میں نے وہ
پرچہ اس کو دیا۔ اس نے اس کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا اور مجھ سے پوچھا تمہاری
حاجت کیا ہے؟ میں نے کہا آپ کی تحصیل میں مجھ پر مالگذاری باقی ہے۔ اس
نے حکم دیا کہ اس کی بقایا مالگذاری معاف کی جائے اور جب تک میں یہاں کا عامل ہوں
تم کوئی مالگذاری نہ دو گے پھر پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں؟ میں نے بتایا تو
اس نے میرے اور میرے متعلقین کا راتب بھی مقرر کر دیا چنانچہ جب تک وہ
زندہ رہا میں نے کوئی مالگذاری ادا نہیں کی اور مرتے دم تک وہ ہم سے حسن سلوک
کرتا رہا۔ (الکافی جلد ۵ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

⑤ ═ روافض کی پختہ اعتقادی

محمد بن مسعود نے محمودی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میرے
والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں علی بن داؤد کے پاس گیا وہ اپنے اصحاب
میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علی بن داؤد نے اپنے مصاحبوں سے کہا یہ بتاؤ کہ کل شب خلیفہ نے
جو بات کہی تھی اس کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ لوگوں نے پوچھا خلیفہ نے
کیا کہا تھا اس نے کہا خلیفہ نے یہ کہا کہ اگر ہم لوگ حضرت ابوجعفر کو زبردستی شراب
پلا کر اور خوشبوؤں میں بسا کر ان رافضیوں کے سامنے پیش کر دیں تو پھر وہ لوگ کیا کریں
گے؟ اہل دربار نے کہا پھر ان رافضیوں کی ساری دلیلیں اور ساری بحثیں ختم ہو جائیں
گی۔ میں نے کہا مگر رافضیوں کا میرے پاس بہت آنا جانا ہے میں ان لوگوں کے
پوشیدہ معتقدات سے واقف ہوں۔ اس کا ان لوگوں پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ خلیفہ نے
کہا یہ بات تم نے کیسے کہدی؟ میں نے کہا اس لئے کہدی کہ وہ لوگ اس امر کے قائل
ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر حال میں ضروری ہے کہ اس زمین پر کوئی نہ کوئی حجت خدا ہو تا کہ اللہ
کی حجت بندوں پر تمام ہو جائے۔ پس اگر اس حجت خدا کے دور میں کوئی اس جیسا یا
اس سے بھی بہتر و افضل ہوا تو پھر وہ اپنے اہل اور اپنی قوم میں حجت قرار پانے کا زیادہ
اہل ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ ابن ابی داؤد نے یہ کہہ کر خلیفہ کی بات پر اعتراض کیا۔ تو
خلیفہ نے کہا واقعتاً اس قوم پر کوئی مکر و حیلہ نہیں چل سکتا لہذا ابوجعفر کو تکلیف نہ دو۔ (رجال کشی صفحہ ۴۲۹)

⑥ اسنادِ حرزِ جواد

ابو بصیر ہمدانی سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت حکیمہ بنت محمد
علی بن موسیٰ بن جعفر یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی نے بیان
جب حضرت امام محمد تقی ابن حضرت امام الرضا علیہ السلام نے رحلت فرمائی
ان کی زوجہ اُم عیسیٰ بنت مامون کے پاس رسم تعزیت بجالانے گئی۔ دیکھا کہ
پر بہت حزن و ملال طاری ہے معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے جان دے دے
گی اور اس کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

پھر ہم دونوں آپ کے کرم، حسن اخلاق آپ کے خداداد فضل
و عزت و کرامت کا تذکرہ کرنے لگے۔ اسی اثنا میں اُم عیسیٰ نے کہا میں ان کے
ایک حیرت انگیز اور جلیل القدر واقعہ بیان کروں؟ میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے
میرے دل میں ان کی طرف سے کھٹک رہتی میں ان پر پوری نگاہ رکھتی وہ مجھے
سنایا کرتے اور جب میں ان کی شکایت اپنے والد سے کرتی تو وہ کہتے بیٹی برداشت
کرو وہ آل رسول ہیں۔

ایک دن میں بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک لڑکی گھر میں داخل ہوئی اور
آکر مجھے سلام کیا میں نے پوچھا تم کون؟ اس نے کہا میں عمار یاسر کے خاندان کی
لڑکی اور حضرت ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام کی زوجہ ہوں جو تمہارے بھی شوہر
یہ سُن کر میں جل اُٹھی اور برداشت نہ کر سکی چاہتی تھی کہ گھر سے نکل پڑوں اس وقت شیطان
مجھے اتنا ورغلایا کہ قریب تھا کہ میں اِس لڑکی کی پوری مرمت کر دوں مگر پھر میں نے اپنے
کو ضبط کیا۔

جب وہ چلی گئی تو میں اپنے والد مامون کے پاس آئی۔ ان سے
بیان کیا وہ شراب کے نشہ میں اتنے چور تھے کہ ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے یہ سن کر میرے
نے کہا اے غلام ذرا میری تلوار تو لانا تلوار لایا تو وہ اُسے لے کر اپنی سواری پر سوار ہو
اور کہا خدا کی قسم میں ابھی جاکر انہیں قتل کر دیتا ہوں جب میں نے یہ دیکھا تو کہا انا للّٰہ
راجعون میں نے یہ کیا کیا یہ تو میں نے خود اپنے اور اپنے شوہر کے حق میں بُرا کیا
مارے حسرت و افسوس کے اپنا مُنہ پیٹنے لگی۔ الغرض میرے والد امام محمد تقی کے
پہنچے اور ان پر تلوار سے پے درپے وار کر کے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اسکے بعد

نکلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے نکلی ۔ رات بھر مجھے نیند نہ آئی۔

جب صبح ہوئی اور دن اچھا خاصا چڑھ گیا تو اپنے والد کے پاس آئی اور کہا
آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے گزشتہ شب کیا کیا؟ انہوں نے کہا بتاؤ میں نے کیا کیا؟ میں نے
کہا آپ نے فرزند حضرت امام رضا کو قتل کر دیا۔ یہ سُن کر انہوں نے ایک چیخ ماری اور غش
کھا کر گر پڑے۔ تھوڑی دیر بعد جب غش سے افاقہ ہوا تو بولے تجھ پر وائے ہے یہ تو کیا
کہتی ہے؟ میں نے کہا بابا میں سچ کہتی ہوں۔ خدا کی قسم آپ نے ان پر پے درپے
تلوار کے وار کئے اور انہیں قتل کر دیا۔ یہ سن کر وہ سخت مضطرب ہوئے اور بولے اچھا
یاسر کو بلالاؤ۔ جب یاسر آیا اور انہوں نے یاسر کو دیکھا تو بولے تجھ پر وائے ہو دیکھ یہ لڑکی
کیا کہتی ہے۔ اس نے کہا یا امیر المومنین یہ سچ کہتی ہے یہ سن کر انہوں نے اپنے
سینے پر ہاتھ مارا اور مُنہ پیٹنے لگے اور کہا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون میں نے خود کو تباہ کر لیا اور
ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوا اور بدنام ہوا۔ اے یاسر جلد جا اور دیکھ واقعتًا کیا قصہ ہے۔
اور فورًا واپس آ میرا تو دم نکلا جا رہا ہے۔ یاسر اُدھر گیا اور ادھر میں اپنا مُنہ پیٹ رہی تھی
کہ تھوڑی ہی دیر میں یاسر واپس آیا اور بولا یا امیر المومنین خوشخبری ہو انہوں نے کہا تو خوشخبری
لکھتا ہے کیا خوشخبری ہے؟ یاسر نے کہا جب میں ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ قمیص
پہنے اور لحاف اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے جاکر انہیں سلام کیا اور عرض کیا فرزند
رسول میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ قمیص مجھے عطا فرما دیں اِسے پہن کر میں نماز پڑھوں گا اور
آپ کا تبرک سمجھوں گا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ قمیص اتروا کر دیکھ لوں کہ آپ کے جسم پر کوئی
تلوار کا گھاؤ یا نشان تو نہیں ہے۔ جب آپ نے قمیص اتاری تو دیکھا کہ خدا کی قسم آپ
کا جسم ہاتھی کے دانت کی طرح سفید اور مائل بہ زردی ہے اور تلوار وغیرہ کا کوئی نشان
نہیں ہے۔

یہ سُن کر مامون دیر تک روتا رہا اور بولا اب اِس کے بعد باقی کیا رہ گیا۔
بے شک یہ واقعہ اولین و آخرین کے لئے سبق آموز ہے۔ اِس کے بعد کہا اے یاسر مجھے
اپنا سوار ہونا تلوار لینا اور ان کے پاس جانا اور وہاں سے نکلنا یہ سب تو یاد ہے مگر وہاں
میں کیا کیا اور وہاں سے کیونکر پلٹا یہ کچھ یاد نہیں۔ یہ بتاؤ وہاں کیا ہوا اور میں وہاں کیسے گیا
اس لڑکی پر اللہ کی لعنت اس کے پاس جاؤ اور اِس سے کہہ دو کہ خدا کی قسم آج کے بعد
تم پھر میرے پاس انکی شکایت لیکر یا بغیر ان کی اجازت کے گھر سے باہر نکلیں تو میں تمہیں
چھوڑوں گا اس کے بعد فرزند امام رضا علیہ السلام کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام

پہنچادَ اور بیس ہزار دینار اور وہ سواری جس پر گزشتہ شب سوار ہو کر میں وہاں گیا تھا انہیں
دے آؤ۔ اس کے بعد تمام ہاشمیوں کو حکم دیا کہ جائیں اور امام محمد تقی علیہ السلام کو جا کر
سلام کریں۔

یاسر کا بیان ہے کہ میں نے ہاشمیوں کو یہ حکم پہنچایا اور میں بھی ان لوگوں کے
ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچا انہیں سلام کیا اور مامون کا سلام پہنچایا اور بیس ہزار
دینار ان کے سامنے رکھ دیئے اور وہ سواری کا گھوڑا انہیں پیش کیا۔ آپ نے
ان سب پر ایک نظر ڈالی، مسکرائے اور فرمایا اے یاسر کیا مامون اور میرے
پدر بزرگوار کے درمیان اور میرے اور مامون کے درمیان یہی عہد ہوا تھا کہ وہ مجھ
پر تلوار چلائے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ میرا ابھی ایک ناصر ہے جو مجھے اس کے شر سے
بچاتا ہے؟

میں نے عرض کیا فرزند رسول اب غصہ کو چھوڑیئے خدا کی قسم اور آپ
کے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق کی قسم وہ آپ کو سمجھا نہیں نہ اسے یہ معلوم
کہ اس زمین پر اس کا کیا مقام ہے۔ مگر اب اس نے واقعتاً یہ نذر کر لی ہے اور قسم کھا
لی ہے کہ آئندہ کبھی شراب نوشی نہ کرے گا۔ وہ شیطان کے اس جال میں پھنسا ہوا تھا
فرزند رسول اب جب آپ اس کے پاس تشریف لائیں تو اس کا تذکرہ بھی نہ کریں
نہ اس پر برہمی کا اظہار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے رفع دفع کیا اور ایسا ہی
کروں گا پھر اپنا لباس منگوایا۔ زیب تن کیا اور چلے۔ آپ کے ساتھ وہ سارا مجمع بھی
مامون کے پاس آیا۔ جب مامون نے آپ کو دیکھا تو اٹھا اور آپ کو سینے سے لگایا اور
خوش آمدید کہا اس نے اسوقت آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اندر آنے کی اجازت
نہیں دی صرف آپ سے باتیں کرتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہو چکی تو آپ نے مامون سے کہا
یا امیر المومنین اس نے کہا لبیک وسعدیک۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ آپ رات کے وقت گھر
سے باہر نہ نکلا کریں اس لئے کہ ان منحوس لوگوں کا کوئی اعتبار نہیں۔ میرے پاس
ایک تعویز ہے اس سے اپنی حفاظت کریں۔ اس دنیا کی تمام آفات وبلیات اور لوگوں کے
شر و مکروہات دہر سے اس تعویز کے ذریعے خود اس طرح بچائیں جس طرح اس تعویز کے
ذریعہ گزشتہ شب اللہ نے مجھے آپ سے بچایا۔ یقین کریں کہ اس تعویز کو لے کر اگر
آپ تمام ترک و روم کی فوجوں کے مقابل آ جائیں اور وہ سب مجتمع ہو کر بھی چاہیں کہ
آپ پر غالب آ جائیں بلکہ تمام روئے زمین کے تمام لوگ بھی اگر مجتمع ہو کر چاہیں کہ آپ پر

غلبہ حاصل کر لیں تو بحکم خدائے جبار یہ ان کے لئے ناممکن ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں وہ تعویز
آپ کو بھیج دوں مامون نے کہا جی ہاں مگر آپ خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر میرے پاس
بھیجیں آپ نے فرمایا بہتر میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجوں گا۔

یاسر کا بیان ہے کہ دوسرے دن صبح کو حضرت ابو جعفر امام محمد تقی
علیہ السلام نے مجھے طلب فرمایا جب میں پہنچا تو آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے
سامنے پوست منگوایا اور خود اپنے ہاتھ سے یہ تعویز لکھا۔ اس کے بعد فرمایا اے
یاسر لو یہ تعویز امیر المومنین کو دے دینا اور ان سے کہنا کہ چاندی کا ایک ڈھولنا بنوائیں
اور اس کے اوپر جو میں کہوں نقش کرالیں اس کے بعد اس میں اس تعویز کو رکھ دیں۔ اب
جب اسے بازو پر باندھنا چاہیں تو اسے داہنے بازو پر باندھیں اور اس سے پہلے
وضوئے کامل کر لیں پھر چار رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ اور سات مرتبہ
آیۃ الکرسی اور سات مرتبہ آیت شہد اللہ اور سات مرتبہ سورہ والشمس اور سات مرتبہ
سورہ واللیل اور سات مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھیں۔

جب نماز کی ان رکعتوں سے فارغ ہو جائیں تو اللہ کا نام لے کر اپنے
دائیں بازو پر باندھ لیں ہر خوف و خطر سے محفوظ رہیں گے اس بات کا خصوصی خیال رہے کہ
یہ عمل زمانہ قمر در عقرب میں نہ ہو پھر آپ دیکھیں گے کہ اگر پورے شام اور روم کے لشکروں
سے بھی آپ کا مقابلہ ہوگا تو انشاء اللہ اس تعویز کی برکت سے آپ ان پر فتحیاب و کامیاب
ہوں گے۔

⑦ علماء و فقہائے عصر اور آپ کے علم کی آزمائش

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے انتقال فرمایا
اس وقت حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا سن تقریباً سات سال کا تھا جب امامت
کے متعلق بغداد اور مختلف شہروں کے مومنین میں اختلاف پیدا ہوا اس پر رائے
مشورہ کے لئے عبدالرحمٰن بن حجاج کے مکان پر ریان بن صلت یحییٰ بن اکثم و محمد
بن حکیم اور شیعوں کے دیگر ذی وجوہ ثقہ لوگوں کا اجتماع ہوا۔ یہ سب لوگ
اپنی اس مصیبت پر زار و قطار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے حضرت ابو جعفر

علیہ السلام بڑے ہونے تک اپنے شرعی مسائل کس کے پاس لے جائیں؟

یہ سن کر ریان بن صلت کھڑے ہو گئے اور بڑھ کر ان کی گردن پکڑ لی طمانچے مارتے جاتے اور کہتے جاتے بہ بظاہر ایمان اور بہ باطن شک و شرک، سن اگر یہ عہدہ امامت اللہ کی طرف سے تفویض ہوتا ہے تو ایک دن کا بچہ بڑے بڑے علما سے بھی بڑھ کر ہے اور اگر یہ عہدہ امامت اللہ کی طرف سے تفویض نہیں ہوتا تو پھر اگر کوئی ایک ہزار سال کا بوڑھا بھی امام ہو تو وہ مسلمانوں کا ایک فرد ہے۔ صرف یہ بات سوچنے اور غور کرنے کی ہے اس پر سب لوگ یونس بن عبدالرحمٰن کو سخت سست کہنے لگے۔

وہ زمانہ حج کا تھا لہٰذا بغداد اور اسکے اطراف جوانب کے فقہا و علماء میں سے اسی حضرات حج پر گئے وہاں سے وہ مدینہ گئے تاکہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے ملیں وہ جب مدینہ پہنچے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر آ گئے آواز دی اندر گئے اور ایک بہت بڑے فرش پر بیٹھ گئے۔ اندر سے عبداللہ بن موسیٰ برآمد ہوئے اور آ کر صدر مجلس میں بیٹھ گئے اعلان ہوا کہ یہ فرزند رسول ہیں اگر کسی کو کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو ان سے پوچھ لے۔ لہٰذا ان سے بہت سے مسائل پوچھے گئے۔ انہوں نے سب کا جواب ناواجب و نامناسب دیا۔ جسے سن کر علماء و فقہاء کو بڑا دکھ ہوا وہ سب بے قرار ہو کر اٹھے اور واپسی کا ارادہ کیا اور دل میں کہنے لگے کہ کاش ابو جعفر علیہ السلام ہوتے تو ان مسائل کا صحیح جواب ملتا۔

ابھی یہ لوگ واپس ہی ہو رہے تھے کہ صدر مجلس کی طرف کا ایک دروازہ کھلا موفق باہر نکلا اور بولا لیجئے یہ ابو جعفر علیہ السلام ہیں۔ یہ سن کر لوگ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ سب نے بڑھ کر آپ کو سلام کیا آپ کے جسم پر دو قمیضیں، سر پر عمامہ اور پاؤں میں نعلین تھی تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے سب لوگ بھی بیٹھ گئے اب مسئلہ پوچھنے والا اٹھا اور اس نے مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا صحیح جواب دیا جواب سن کر لوگ خوش ہو گئے اور آپ کو دعائیں دیں اور کہا مگر آپ کے چچا نے تو اس مسئلہ کا یہ جواب دیا تھا۔ آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ چچا جان یہ بہت بڑا گناہ ہے کل آپ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور وہ پوچھے گا کہ میرے بندوں کو وہ فتویٰ کیوں دیا جس کو تم نہیں جانتے تھے جب کہ امت میں ایسا شخص موجود تھا جو تم سے زیادہ علم والا تھا۔

(۸) دریائے دجلہ کے پانی کا علم

عمر بن فرخ رخجی کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ دریائے دجلہ کے کنارے تھے میں نے ابو جعفر (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) سے کہا تمہارے شیعوں کا دعویٰ ہے کہ دریائے دجلہ میں جس قدر پانی ہے اس کا وزن تم لوگوں کو معلوم ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بتاؤ اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت ہے یا نہیں کہ ایک مچھر کو اس کا علم تفویض کر دے؟ عمر بن فرخ نے کہا ہاں اللہ میں اس کی قدرت ہے آپ نے فرمایا تو پھر اللہ کے نزدیک تو میری قدر و منزلت تو مچھر بلکہ اکثر مخلوق سے بھی زیادہ ہی ہے۔

(۹) کھجور کا شربت

ابراہیم بن ابی البلاد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو جعفر ابن امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنا شکم آپ کے شکم سے مس کروں۔ آپ نے فرمایا اچھا اے ابو اسماعیل ادھر آؤ آپ نے اپنے شکم سے قمیض کا دامن ہٹایا اور میں نے اپنا شکم آپ کے شکم سے مس کیا پھر آپ نے مجھے بیٹھنے کا حکم دیا اور ایک طبق میں کشمش منگوائی میں نے اسے کھاتا رہا اور آپ مجھ سے باتیں کرتے رہے اسی اثنا میں آپ نے اپنے معدے کی شکایت کی اور ادھر مجھے پیاس محسوس ہوئی میں نے پانی مانگا آپ نے آواز دی اے کنیز ان کو میرا کھجور کا شربت پلاؤ۔ وہ کنیز ایک پیالہ میں کھجور کا شربت لائی میں نے پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ میں نے کہا اسی نے تو آپ کا معدہ خراب کیا ہے آپ نے فرمایا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کی کھجور کا شربت ہے۔ کھجور کو پانی میں ڈال کر کنیز اس کو اپنے ہاتھوں سے ملتی ہے جسے میں کھانے کے بعد اور دن بھر پیتا ہوں پھر رات کے وقت اس میں سے نکال کر گھر والوں کو پلاتی ہے۔ میں نے کہا مگر اہل کوفہ تو اسے پسند نہیں کرتے آپ نے پوچھا پھر وہ کس قسم کا شربت پیتے ہیں میں نے کہا وہ کھجور کو پانی میں بھگو دیتے ہیں اور اس میں ایک قسم کی بوٹی ڈال دیتے جس سے اس میں جوش اور ابال آ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کو پیتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تو حرام ہے۔

(الکافی جلد ۶ صـ ۴۱۳ ـ ۴۱۶)

⑩ فضا میں دریا اور دریا میں مچھلی

محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے پدر بزرگوار امام ابو الحسن رضا علیہ السلام نے رحلت فرمائی ۔ آپ کی وفات کے ایک سال بعد خلیفہ وقت بغداد آیا۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن وہ شکار کے لئے نکلا اور اس کا گزر شہر کی ایک گلی سے ہوا وہاں بہت سے لڑکے کھیل رہے تھے اور امام محمد تقی علیہ السلام کھڑے تھے اس وقت آپ کا سن تقریباً گیارہ سال کا تھا۔

خلیفہ مامون کو دیکھ کر سارے لڑکے تو بھاگ گئے مگر امام ابو جعفر محمد تقی علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے رہے خلیفہ مامون آپ کے قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نیکی ڈال دی اس نے رک کر پوچھا صاحبزادے تمام لڑکے تو مجھ کو دیکھ کر بھاگ گئے تم کیوں نہیں بھاگے ؟ آپ نے برجستہ جواب دیا یا امیر المومنین راستہ تنگ نہ تھا کہ آپ کے جانے میں دشواری ہوتی اس لئے میں ہٹ جاتا اور نہ میں نے کوئی جرم کیا تھا کہ آپ کو دیکھ کر میں بھاگتا اور آپ کے متعلق مجھے یہ گمان تھا کہ بلا جرم کسی کو نہیں ستائیں گے۔ اس لئے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

یہ جواب سن کر وہ حیرت زدہ ہو گیا پوچھا تمہارا نام کیا ہے ؟ فرمایا محمد پوچھا تم کس کے صاحبزادے ہو ؟ فرمایا یا امیر المومنین میں حضرت علی ابن موسیٰ رضا کا فرزند ہوں اس نے ان کے والد کے لئے اللہ سے طلب رحمت کی اور اپنی سواری آگے بڑھا دی اس کے پاس کچھ شکاری باز تھے جب آبادی سے دور نکل گیا تو اس نے ایک باز لیا اور شکار کے لئے ایک تیتر پر چھوڑا۔ وہ باز اڑا اور نگاہوں سے غائب ہو گیا اور دیر تک غائب رہا مگر جب فضا سے واپس آیا تو اس کے منقار میں ایک زندہ چھوٹی سی مچھلی تھی۔ خلیفہ مامون کو بڑا تعجب ہوا یہ باز فضا سے مچھلی کیسے پکڑ لایا۔ اس نے مچھلی کو اپنی مٹھی میں چھپا لیا گھر واپس ہوتے ہوئے اسی گلی سے گزرا جس سے آیا تھا۔ جب اس مقام پر پہنچا تو لڑکے پھر کھیل رہے تھے وہ خلیفہ کو دیکھ کر پہلے کی طرح پھر بھاگ گئے لیکن حضرت ابو جعفر حسب سابق پھر اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون آپ کے قریب آیا اور بولا اے محمد آپ نے فرمایا لبیک یا امیر المومنین۔ وہ بولا بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے فضاؤں میں دریا پیدا کئے ہیں جن میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ہیں سلاطین کے باز جن کا شکار کر کے لاتے ہیں اور خلفاء اس سے اہل بیت

نبوت کی نسل کا امتحان لیتے ہیں۔

مامون نے جب یہ سنا تو اُسے بڑی حیرت ہوئی۔ وہ تا دیر آپ کو گھور کر دیکھتا رہا پھر بولا حق ہے کہ تم ابو الحسن رضا کے فرزند ہو اس کے بعد آپ کے ساتھ حسن سلوک میں اور اضافہ کر دیا۔ کشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۰-۱۸۱

علی بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے جس کا نام اس وقت یاد نہیں آ رہا ہے کہ مامون کا باز فضا سے پلٹا تو اس کے پنجے میں سبز رنگ کے سانپ تھے اس نے آئمہ علیہ السلام میں سے کسی سے پوچھا تو پوچھنے سے پہلے انہوں نے فرمایا فضا میں سانپ ہیں اور سرخ رنگ کا باز جس کا شکار کرتا ہے اور اس سے اولاد انبیاء کا امتحان لیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم (مناقب صفحہ ۱۸۹)

⑪ زلزلوں سے نجات کا عمل

علی بن مہزیار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں جاتا مگر پھر میں نے خط لکھا کہ اہواز میں زلزلے بہت آتے ہیں اگر آپ کی رائے ہو تو میں وہ شہر چھوڑ دوں آپ نے اس کے جواب میں لکھا نہیں شہر چھوڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ چہار شنبہ، پنجشنبہ اور جمعہ کو تین دن روزہ رکھو جمعہ کو غسل کرو اپنے لباس پاک کرو پھر اللہ سے دعا کرو۔ یہ کیفیت جاتی رہے گی۔ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور زلزلوں سے نجات ملی۔

⑫ ائمہ طاہرین کی طرف طواف کعبہ بجا لانا

موسیٰ بن قاسم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ کی طرف سے اور آپ کے پدر بزرگوار کی طرف سے طواف بجا لاؤں مگر لوگوں نے کہا کہ اولیا کی طرف سے طواف نہیں کیا جاتا آپ نے فرمایا جتنا بھی ممکن ہو طواف کرو یہ جائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے تین سال بعد آپ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھے اجازت دی تھی کہ آپ کی طرف سے طواف کروں اور آپ کے پدر بزرگوار کی طرف سے طواف بجا لاؤں میں نے جس قدر بھی ممکن ہوا آپ دونوں حضرات کی طرف سے طواف کیا پھر میرے دل میں ایک اور بات آئی میں نے اس پر عمل کیا۔ آپ نے فرمایا

وہ کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف بھی طواف کیا (آپ نے تین بار کہا صلی اللہ علی رسول اللہ) دوسرے دن حضرت امیر المومنین کی طرف سے طواف کیا تیسرے دن حضرت امام حسن علیہ السلام کی جانب سے چوتھے دن حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف پانچویں دن حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کی طرف سے چھٹے دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ساتویں دن حضرت جعفر بن محمد کی طرف سے آٹھویں دن آپ کے جد بزرگوار حضرت موسیٰ بن جعفر کی طرف سے نویں دن آپ کے والد بزرگوار کی طرف سے اور دسویں دن آپ کی طرف سے طواف کیا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی ولایت اللہ نے جزو دین قرار دی ہے آپ نے فرمایا پھر تو تم واللہ دین خدا پر عامل ہوا اس لئے کہ بغیر ان کی ولایت کے اللہ دین کو قبول نہیں کرتا۔ میں نے عرض کیا اور کبھی کبھی میں آپ کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرف سے بھی طواف کر لیتا ہوں اور کبھی نہیں بھی کرتا۔ آپ نے فرمایا ان کی طرف سے طواف اور زیادہ کرو اس لئے کہ اب تک تم نے جو عمل کیا یہ ان میں سب سے افضل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (الکافی جلد ۴ صفحہ ۳۱۴)

(۱۳) گھر سے نکلو تو بڑے دروازے سے

بزنطی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے وہ خط پڑھا جو حضرت ابو الحسن رضا علیہ السلام نے حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کو تحریر کیا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تم کہیں جانے کے لئے تیار ہوتے ہو تو ملازمین تم کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں مگر یہ بھی ایک طرح کا بخل ہے تاکہ کوئی تم سے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ تمہیں میرے حق کی قسم تم نکلو تو بڑے دروازے سے اور داخل ہو تو بڑے دروازے سے اور جب نکلو تو اپنے ساتھ بہت سے درہم دینار لے کر نکلو تاکہ جو مانگے اس کو فوراً دو اور اگر تمہارے چچاؤں میں سے کوئی مانگے تو اسے پچاس دینار سے کبھی کم نہ دینا زیادہ کا تمہیں اختیار ہے اور اگر تمہاری پھوپھیوں میں سے کوئی مانگے تو انہیں پچیس دینار سے کم نہ دینا زیادہ تمہیں اختیار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہارا رتبہ بلند کرے۔ خوب بخشش کرو اور اس سے نہ ڈرو کہ وہ عرش والا تم کو مفلس کر دے گا۔ عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ

کافی میں بھی بزنطی سے یہی روایت مرقوم ہے۔ کافی جلد ۴ صفحہ ۴۳

محمد بن عیسیٰ بن زیاد کا بیان ہے کہ میں ابو عباد کے دفتر میں تھا میں نے دیکھا کہ وہ کچھ پڑھ رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا یہ حضرت امام رضا علیہ السلام کا ایک خط ہے جو آپ نے اپنے فرزند کو خراسان سے تحریر فرمایا تھا۔ میں نے کہا لاؤ ذرا میں بھی دیکھوں انہوں نے کیا لکھا ہے۔ تو اس میں یہ تحریر تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے فرزند اللہ تمہیں طول عمر کرامت فرمائے اور تمہیں تمہارے دشمنوں سے بچائے۔ تم پر تمہارا باپ قربان۔ میں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے اموال کا اختیار تمہیں دے دیا ہے۔ امید ہے کہ تم اپنے قرابت داروں یعنی حضرت موسیٰ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کے غلاموں کے ساتھ صلہ رحم و حسن سلوک کرو گے اور اسی پر اللہ تمہیں پالے اور بڑھائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیرۃ (البقرہ آیت ۲۴۵)

اور ارشاد فرمایا لینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اتاہ اللہ (سورہ الطلاق آیت ۷)

میرے فرزند اللہ نے تم کو بہت دیا ہے تمہارا باپ تم پر قربان والسلام (تفسیر عیاشی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

(۱۴) ہدیہ کسی کا ہو واپس نہیں کیا جاتا

علی بن مہزیار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ خیران نے مجھے خط لکھا کہ میں نے آٹھ درہم آپ کے پاس بھیجے ہیں جسے طرطوس سے ایک شخص نے مجھے بھیجے تھے مگر اس میں سے بعض درہم ان ان لوگوں کے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ بغیر آپ کے حکم کے میں ان درہموں کو ان کے مالک کو واپس کر دوں۔ کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس طرح کے دراہم قبول کر لیا کروں۔ مجھے آپ کے حکم کا انتظار رہے گا۔"

انہوں نے جواب میں تحریر کیا اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص دراہم یا کوئی اور چیز بطور ہدیہ پیش کرتا ہے تو اسے قبول کر لو۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی یہودی اور نصرانی تک کا ہدیہ واپس نہیں فرماتے تھے۔ رجال کشی نمبر ۵۰۵-۵۰۸

(۱۵) منبر رسول سے اپنا تعارف

برسی نے کتاب مشارق الانوار میں تحریر کیا ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس آیا آپ

مسجدِ رسول میں تھے اور بہت میں سے تھے دیکھا کہ آپ منبر کے پاس آئے اور ایک زینہ بلند ہوئے اور کہا لوگو سنو۔ میں محمد بن علی الرضا ہوں، میں جواد ہوں۔ میں ان لوگوں کے نسب کو بھی جانتا ہوں جو ابھی اپنے آبا کے اصلاب میں ہیں۔ میں تمہارے ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم لوگ کس طرف جانے والے ہو۔ یہ علم ہمیں تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی عطا کر دیا گیا تھا جو کہ آسمانوں اور زمینوں کے فنا ہونے کے بعد بھی رہے گا اگر اِس امر کا خطرہ نہ ہوتا کہ اہل باطل گمراہ اور آمادہ پیکار ہو جائیں گے اور اہل شک مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے تو میں ایسی ایسی باتیں بتاتا کہ جسے سُن کر اولین و آخرین کو حیرت ہوتی۔ اِس کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک اپنے مُنہ پر رکھ لیا اور فرمایا مگر اے محمد تم بھی اِس طرح خاموش رہو جس طرح تم سے پہلے تمہارے آبا کرام خاموش رہے

(۱۶) خیران تمہاری رائے میری رائے ہے

خیران خادم کا بیان ہے کہ میں نے آقا کو آٹھ درہم بھیجے اور اس کے بعد وہی روایت ہے جو پہلے گزر چکی اسکے بعد کہا کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی رائے پر عمل کرو تمہاری رائے میری رائے ہے جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔

(رجال کشی ص۵۰۸)

آپ کے اصحاب

(۱۷) زکریا بن ادم

محمد بن اسحٰق اور حسن بن محمد دونوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ زکریا بن ادم کی وفات کے بعد حج کے ارادے سے نکلے درمیان راہ میں ہمیں آپ کا خط موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ تم نے جو مرحوم کی وفات کی اطلاع دی تو اللہ ان پر رحم فرمائے اس وقت جس دن پیدا ہوئے جس دن مرے اور جس دن وہ پھر دوبارہ زندہ کر کے قبر سے اٹھائے جائیں گے۔ واقعتاً وہ تا حیات عارف بالحق اور قائل بالحق رہے حق پر صبر کرتے رہے اللہ اور اس کے رسول کی رضا پر قائم رہے اور مرتے مر گئے مگر انہوں نے حق نہ چھوڑا نہ ان میں کوئی تبدیلی آئی اور اللہ انکی نیت کا پھل ان کو دے اور ان کی سعی و کوشش کا اجر ان کو عطا کرے اور تم نے ان کے وصی کا ذکر کیا ہے تو اس کے متعلق یعنی حسن

بن محمد بن عمران کے بارے میں جو کچھ تم نے لکھا ہے اِس سے زیادہ ہم اِس سے واقف ہیں۔

(اختصاص ص۸۰-۸۹، رجال کشی ص۴۹۶)

(۱۸) محمد بن عبد العزیز

محمود بن عبد العزیز بن متہدی قمی اشعری سے روایت ہے کہ اس کے متعلق حضرت ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کی یہ تحریر نکلی۔ الحمد للہ جو کچھ تم نے بھیجا وہ مجھے ملا میں ان میں سے ان چیزوں کو پہچانتا ہوں جو تمہاری طرف مائل ہیں اللہ تمہارے اور ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کرے ہم سب پر اور تم لوگوں پر رحم کرے۔

اس کے علاوہ ان ہی کے متعلق یہ تحریر بھی نکلی کہ "اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے ہم پر اور تم پر رحم فرمائے ہم تم سے راضی ہیں اللہ بھی تم سے راضی ہو۔"

(۱۹) علی بن مہزیار

ان ہی میں سے علی بن مہزیار اہوازی ہیں جو آپ کے نزدیک قابل تعریف تھے۔ چنانچہ ایک جماعت کثیر نے تلعکبری سے اور انہوں نے اپنے سلسلہ اسناد کے ساتھ حسن بن شمون سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے علی بن مہزیار کے پاس حضرت ابو جعفر ثانی علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ خط ان کے نام پڑھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے علی اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ اور تمہیں جنت نصیب کرے۔ دنیا اور آخرت کی ناکامیوں سے تمہیں بچائے۔ تمہارا حشر ہم لوگوں کے ساتھ کرے۔ اے علی میں نے تم کو خوب جانچ لیا اور پرکھ لیا ہے کہ تم اپنے فرائض کی ادائیگی اطاعت و خدمت اور وقار کی کس منزل پر ہو اگر میں کہوں کہ میں نے تم جیسا شخص نہیں دیکھا تو امید ہے کہ میں یہ بات سچ کہوں گا۔ اللہ تمہیں اس کی جزا میں جنت فردوس عطا کرے۔ مجھ سے تمہاری منزلت اور تمہارا مقام پوشیدہ نہیں اور نہ تمہاری خدمات ہم سے چھپی ہوئی ہیں جو تم نے گرمی سردی دن رات میں انجام دیں میری دُعا ہے کہ جب میدان حشر میں جمیع خلائق موجود ہوں تو اللہ تمہیں وہ کچھ عطا کرے جسے دیکھ کر لوگ رشک کریں بیشک اللہ دُعا کا سُننے والا ہے

(کتاب الغیبۃ ص۲۲۶)

(۲۰) صالح بن محمد بن سہل

علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے
میں حضرت ابوجعفر ثانی امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ صالح بن محمد
سہل ہمدانی آپ کے پاس آیا۔ وہ آپ کی طرف سے وکیل تھا اس نے کہا مجھ سے
ہزار درہم آپ کے خرچ ہو گئے ہیں آپ اسے بحل فرما دیں۔ آپ نے فرمایا جا
میں نے بحل کیا جب صالح آپ کے پاس سے چلا گیا تو آپ نے فرمایا کچھ لوگ
آل محمد اور ان کے فقراء و مساکین و مسافرین کے مال کو بھی جھپٹ لیتے ہیں پھر
بعد میں کہتے ہیں کہ یہ مجھے بحل کر دیجئے۔ کیا تمہارے خیال میں اس کے ذہن میں یہ
ہوگا کہ میں کہہ دوں گا کہ جاؤ میں نہیں بحل کرتا۔ خدا کی قسم ان لوگوں سے قیامت کے دن اللہ
باز پرس اور سخت باز پرس کرے گا۔ کتاب الغیبہ صفحہ ۲۰۰

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے وکیل عثمان بن سعید سمان تھے اور آپ
کے ثقات میں ایوب بن نوح بن دراج کوفی و جعفر بن محمد بن یونس احول و حسین بن
بن حسن و مختار بن زیاد عبدی بصری و محمد بن حسین بن ابی الخطاب کوفی تھے۔

آپ کے اصحاب میں شاذان بن خلیل نیشاپوری و نوح بن شعیب
بغدادی و محمد بن احمد محمودی و ابو یحییٰ جرجانی و ابوالقاسم ادریس قمی و علی بن محمد با
بن حسن بن محبوب و اسحٰق بن اسماعیل نیشاپوری و ابو حامد احمد بن ابراہیم مراغی
و ابو علی بن بلال و عبداللہ بن محمد حسینی و محمد بن حسن بن شمون بصری تھے۔ (مناقب جلد ۴

(۲۱) خیران قراطیسی

محمد بن حسن بن بندار قمی کی کتاب جو خود اُن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اسمیں میں
نے یہ حدیث دیکھی کہ مجھ سے بیان کیا حسین بن محمد بن عامر نے اور ان سے بیان کیا
خیران خادم قراطیسی نے میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ علیہ السلام کے
زمانہ میں حج کیا اور ایک خادم سے جس کی حضرت ابو جعفر علیہ السلام کی نگاہ کچھ وقعت تھی
میں نے آپ کے متعلق دریافت کیا اور درخواست کی وہ مجھے آپ کی خدمت میں پہنچا
دے۔ جب ہم لوگ مدینہ پہنچے تو خادم نے کہا تیار ہو جاؤ میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام
کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ میں تیار رہو کر اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم لوگ دروازے

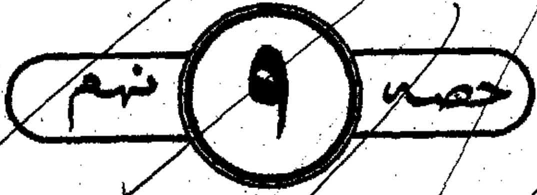
کے پاس پہنچے تو اس نے کہا یہیں ٹھہریں میں اجازت لیکر آتا ہوں یہ کہکر وہ اندر گیا جب
اس کے آنے میں دیر ہو گئی تو ہم لوگ دروازے پر پہنچے اس خادم کا معلوم کیا لوگوں نے
کہا کہ وہ تو یہاں سے نکل کر چلا گیا۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی ابھی ہم لوگ اسی حیرانی میں
تھے کہ گھر کے اندر سے ایک خادم نکلا اور بولا تم خیران ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ کہا اندر آ جاؤ۔
میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام چھت پر کھڑے ہیں کوئی
فرش وغیرہ نہیں ہے۔ جس پر وہ بیٹھیں اتنے میں ایک غلام نے مصلیٰ لاکر بچھا دیا آپ
اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا تو مجھ پر بہت ہیبت طاری ہوئی میں نے چاہا کہ چھت پر پہنچوں
مگر کوئی زینہ وغیرہ نہ تھا۔ آپ نے اشارے سے زینہ کی جگہ بتائی میں اوپر گیا اور سلام
کیا آپ نے جواب سلام دیا اور میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے ہاتھوں کو بوسہ دیا
آپ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا

پھر مجھے یاد آیا کہ ریان بن شبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ جب تم حضرت
ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچو تو کہنا کہ آپ کے غلام ریان بن شبیب نے آپ کو
سلام کہا ہے اور درخواست کی ہے کہ آپ اسکے لئے اور اسکے فرزند کے لئے دعا
فرمائیں۔ میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے اس کے لئے دعا کی مگر اس کے
فرزند کے لئے کوئی دعا نہیں کی۔ میں نے پھر اس کا ذکر کیا پھر آپ نے
صرف اس کے لئے دعا کی اس کے فرزند کے لئے نہیں کی۔ تیسری مرتبہ
میں نے پھر کہا آپ نے تیسری مرتبہ بھی صرف اس کے لئے دعا کی اس کے فرزند کے لئے
نہیں کی میں آپ سے رخصت ہوا اور اٹھا۔

میں دروازے کی طرف چلا تو کچھ آپ نے فرمایا جسے میں سمجھ نہ سکا
اور میرے پیچھے پیچھے آپ کا ایک خادم آیا میں نے پوچھا کہ جب میں وہاں سے اٹھا تھا تو آپ نے
کیا فرمایا تھا خادم نے کہا کہ وہ دیارِ شرک میں پیدا ہوا ہے جب وہاں سے نکلے گا تو اس سے بھی زیادہ
زیادہ شریر ہو گا۔ ہاں جب اللہ چاہے گا تو اسے ہدایت کی توفیق دے گا۔ (رجال کشی صفحہ ۵۰۵)

(۲۲) ابراہیم بن محمد ہمدانی

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام
کو خط میں تحریر کیا اور اس میں بتایا کہ سمیع نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا تو آپ نے اس
کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا۔ گھبراؤ نہیں جس نے تم پر ظلم کیا ہے اللہ اس کے



بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت ابو الحسن ثالث

امام علی بن محمد النقی علیہ السلام

خلاف تمہاری بہت جلد مدد کرے گا۔ اور خوشخبری سنو انشا اللہ تمہارے پاس اللہ کی مدد جلد پہنچنے والی ہے اور آخرت میں بھی تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (رجال کشی ص۵۰۵)

ابراہیم بن محمد ہمدانی کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے خط میں تحریر کیا کہ تمہارا بھیجا ہوا حساب مجھے ملا۔ اللہ تمہارا یہ عمل قبول فرمائے اور تم لوگوں سے خوش اور راضی ہو اور تمہیں دنیا و آخرت میں ہم اہل بیت کے ساتھ قرار دے میں نے اتنے دینار اور ملبوسات تمہیں بھیجے ہیں یہ اور اللہ کی تمام عطا کردہ نعمتیں تمہیں مبارک ہوں۔

میں نے نضر کو خط لکھ دیا ہے کہ وہ تمہاری مخالفت سے باز آجائے تم سے کوئی تعرض نہ کرے نیز یہ بھی بتا دیا ہے کہ تمہاری منزلت میری نظر میں کیا ہے۔ میں نے ایوب کو بھی اسی مضمون کا خط لکھ دیا ہے اور ہمدان میں اپنے دوستوں اور ماننے والوں کو بھی لکھ دیا ہے کہ وہ تمہاری اطاعت کریں تمہارے حکم پر چلیں اور یہ کہ تمہارے سوا میرا وہاں کوئی وکیل نہیں ہے۔ (رجال کشی ص۵۰۹-۵۰۶)

یہاں سے امام تقیؑ کے حالات ختم

end